۱۸۵۵
۱۲۴۴
آئینہ قیامت

آئینہ قیامت

تالیف

حضرت حامی سنت ماحی بدعت مداح جاں نثار
شانِ رسالت مولانا مولوی حاجی محمد حسن رضا خاں
صاحب سنی حنفی قادری برکاتی ابو الحسینی بریلوی
روح اللہ روحہ و نور مرقدہٗ

بسعی احقر خاکسار محمد انوار ہاشمی۔ قادری
سنہ ۱۹۱۰ء
در مطبع شمس المطابع میرٹھ طبع شد

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامان آل رسول

دیباجہ

آئینہ قیامت

از

بندہ حقیر پر تقصیر - الراجی الی رحمۃ ربہ القدیر - خادم الطلبا
کمترین خلائق احسان الحق قادری عمری
صانہ اللہ تعالے
عن الشر
الخفی و
الجلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ جو اوراق سیاہ نقوش کا لباس پہنکر سامنے آنے والے ہیں اُنکی حقیقت پر کچھ لکھ سکنا آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ اگرچہ بظاہر بات تو صرف اتنی ہے کہ اُمیں سیدنا و مولانا امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا تذکرہ ہے لیکن جب اُسپر غور کریں کہ حضرت امام عالیمقام کی کیا شان ہے اُن کی شہادت کن حقائق واسرار کا خزانہ ہے اور اِس ذکر میں قدرتاً کس قدر درد و سوز بھرا ہوا ہے تو ایک ایسے شخص کا دیباچہ نویسی پر قلم اُٹھانا جو اِس کوچہ میں بے نوائے محض ہے حد سے بڑھکر جرأت سمجھی جائیگی۔ تاہم دل سوگوار کا تقاضا ہے کہ چشم پر آب کے دو قطرے امام علیہ السلام کے ماتم نامہ میں شریک کروں۔ اسلئے مجملاً یہ چند سطریں پیش کیجاتی ہیں۔

شہادت نامے سیکڑوں شائع ہوئے۔ ہر زبان میں ذکر شہادت کی کتابیں

موجود ہیں۔ لیکن اکثر شدت تعصب اور کبھی وفور شوق اور غلبہ رنج کی وجہ سے روایات کی صحت کو عموماً ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اور لبا اوقات اُن میں ایسی ضعیف روائتیں اور محتمل قصّے درج ہو گئے جو اہل سنت کے طریق و عقائد کے برخلاف اور شان اہلبیت رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے بعید ہیں اس غم نامہ کے مؤلف حضرت مخدومی و مکرمی مولنا مولوی حاجی حسن رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی نور اللہ مرقدہ ایک زبردست فاضل اور حقیقت نویس بزرگ ہیں آپ نے واقعات فراہم کرنے میں صحت سند کا خصوصیت سے لحاظ رکھا ہے اور زمانہ حال کی جدید اردو میں کچھ ایسے درد افزا پیرایہ سے بیان کیا ہے کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی ایک دفعہ دل تھام کر رہ جاتا ہے۔

بیان شہادت کی ضرورت

قصص الاولین موعظۃ للآخرین۔ مشاہیر اسلاف کے سوانح و حالات اخلاف کے لئے عموماً سبق آموز اور موجب عبرت ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ مورخانہ تنقید و تحقیق مد نظر رکھکر اُن واقعات کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جاوے جنمیں اعلیٰ درجہ کے اخلاقی سبق اور کار آمد نصیحتیں مل سکیں۔ اور بڑے لوگوں کی زندگی کے اکثر چھوٹے چھوٹے افعال و احوال میں جو محاسن کی جھلک نظر آتی ہے اُس پر بھی صراحۃً یا کنایۃً تھوڑی بہت

روشنی ڈالی جائے۔ تاکہ کم استعداد والوں کو بھی مستفید ہونے کا موقع ملے۔

حضرت سید الشہدا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت جیسے عظیم الشان اور عبرت انگیز واقعے کو قلمبند کرنے میں حضرات مصنفین و مولفین کو ان ضروری امور کی جانب ابتک بہت کم توجہ ہوئی یہی وجہ ہے کہ اثر ساقط ہونیکی حیثیت سے مروجہ شہادت نامے نہ صرف بے سود بلکہ شاید کچھ مضر ثابت ہوئے چنانچہ ابھی ہم میں ایسے بہت کم لوگ ہیں جو بیان شہادت کو اخلاقی حیثیت سے بھی مفید اور ضروری سمجھتے ہوں۔ شہادت نامے عموماً اُس طبقہ میں پڑھے جاتے ہیں جنکو ذکر شہادت کی اخلاقی خوبیوں کا ادراک و احساس نہیں ہوتا ایام محرم میں اس قسم کے ذکر اذکار میں مصروف رہنا اپنے اور اپنے بزرگوں کی ایک عادت تصور کیجاتی ہے۔ حالانکہ بیان شہادت ہماری قومیت کے ایوان میں متعدد مستحکم در و دیوار قائم کر سکتا ہے بشرطیکہ ہم وہ طرز مدنظر رکھیں۔

انسانی کمالات کی تکمیل علی الخصوص ایک مسلمان کے وجود کی برقراری۔ شجاعت جفاکشی۔ صبر۔ صداقت پرستی۔ ایثار۔ ثابت قدمی جیسے اوصاف پر منحصر ہے۔ اور ذکر شہادت میں اگر غور کیا جائے تو یہ سب باتیں موجود ملتی ہیں

شجاعت کا یہ عالم کہ ایک طرف دشمنوں کے ٹڈی دَل ساز و سامان سے آراستہ۔ نبرد آزمائی پر تیار۔ دوسری طرف بے سروسامانی۔ گنتی کے چند آدمی اور وہ بھی نحیف و زار۔ مگر صدائے جنگ بلند ہوتے ہی۔ باوجود بے سروسامانی و ناتوانی کے تلواریں کھینچکر میدان میں نکل آنا اعلیٰ درجہ کی دلیری اور جانبازی کا کام ہے بڑے سے بڑے

بہادر کا بھی یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا۔

جانکشی اور صبر اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ تین شب و روز بھوک پیاس کی تکلیف اٹھانا اور اُف نہ کرنا۔ رضا پر راضی اسی کو کہتے ہیں اور اسی مثال کی تقلید آدمی کو دنیاوی مصائب میں تسکین دے سکتی ہے۔

راستی کی حمایت میں یہ ہمت کہ جوان بیٹوں کی لاشیں خاک پر تڑپیں۔ معصوم بچوں نے تیر کے نشانے کھا کر گود میں دم دیا۔ جفا و ستم کے پہاڑ ٹوٹے۔ مگر سچائی سے منہ نہ موڑا اور ناحق شناس کی بیعت قبول نہ فرمائی۔

ایثار اور ثابت قدمی کی یہ شان کہ حق کی پاسداری میں جان و مال لٹا دیا۔ خود بھی تہ تیغ ہو گئے اور اولاد کو بھی قربان کر دیا۔ پر میدان سے قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ تلوار سے فیصلہ کیا۔ تلوار سے فیصلہ چاہا۔ اور تلوار کے فیصلہ کی آبرو قیامت کے دن تک قائم کر دی۔

اب اگر ہم میں خدا تعالیٰ حس عنایت فرمائے تو شہادت امام علیہ السلام میں ان اخلاقی محاسن کو تلاش کریں۔ اور اپنی زندگی کو اُن محاسن کی پیروی سے کامیاب اور مکمل بنائیں۔

مسلمانوں کی قومیت کی اصلی روح جوانمردی ہے۔ اس کشمکش کی دنیا میں اگر مسلمان آگے بڑھنا اور زندہ رہنا چاہیں تو انکو مردانہ ولولے اپنی قومی ہستی میں پیدا کرنے چاہئیں۔ اور حضرت امام کے ذکر شہادت میں اُنکی کافی مقدار موجود ہے۔

مسلمانوں کو چودھویں صدی کے مقابلہ میں کامیاب ہونا ہے تو جانکشی اور صبر و تحمل اختیار کرنا چاہیے۔ جسکا مکمل نمونہ اُن کے مظلوم امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں نظر آئیگا۔

مسلمان اگر اپنے وجود کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو صداقت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سامنے رکھکر ایثار و فدائیت کا شعار اُن کے ذکر شہادت سے حاصل کریں۔ اور دیکھیں کہ پھر اُنکی افسردہ اور تنزل پذیر حالت میں کیا انقلاب پیدا ہوتا ہے

اب زمانہ آگیا ہے کہ رسمی شہادت ناموں کی جگہہ صحیح اور درست شہادت نامے مذکورہ اصول کو سامنے رکھکر شائع کئے جائیں اور ملک و قوم میں کثرت سے اُنکا رواج پھیلے۔ رفاض کے طریقہ بیان میں خود اُنکے مجتہدین کے قول کے موافق بہت کچھہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ لیکن زیادہ ضرورت سنیوں کے بیان کو اصلی پیمانہ پر لانیکی ہے۔ کیونکہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں۔ اور اُنکی رفتار کو قومیت کے استحکام و عدم استحکام سے بہت بڑا تعلق ہے۔

اس خیال کی تائید میں یہ شہادت نامہ (آئینہ قیامت) جسکی پوری خوبی ملاحظہ سے معلوم ہوگی پہلا قدم ہے۔ جو امید ہے استواری سے اثر پیدا کریگا اور اسکی تقلید میں دوسرا قدم بڑھانیکی خود بخود جگہہ نکل آئیگی۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

لعلکورتی کیمپ میرٹھ
یکم رجب المرجب ۱۳۲۸ھ

خادم الطلبا
احسان الحق قادری عمری غفرلہ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زمان از غیب جانی دیگرست

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب و رسالہ نایاب مشعر حالات شہادت

مسمّٰی بہ

آئینہ قیامت

مؤلفہ

ماحی بدعت حامی سنت مداح و جان نثار شان رسالت حضرت
مولانا مولوی حاجی محمد حسن رضا خان صاحب قادری برکاتی ابو الحسینی
روح اللہ روحہ و نور مرقدہ

بتحریک احقر خاکسار محمد انوار ہاشمی قادری عفی عنہ
باہتمام شیخ عبد الرزاق
در شمس المطابع میرٹھ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا و مولنا محمد و الہ و صحبہ اجمعین

ہمارے حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے تمام کمالات و صفات کا
مجمع خلق فرمایا حضور کے سے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ کسی ملک کسی بشر کسی
رسول کسی پیغمبر مین ممکن نہین۔ بنظر ظاہر صرف فضل شہادت اس بارگاہ عرش اشتباہ کی
حاضری سے محروم رہا اسکی نسبت علمائے کرام کا خیال ہو اور کتنا نفیس خیال ہو کہ جنگ
اُحد شریف مین اُس روح مصور جان مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہونا
سب شہیدون کی شہادت سے افضل ہو اور جسوقت حضور پر نور کا تعلق خاطر شاہزادون
کے ساتھ خیال مین آتا ہو تو اس امر کے اظہار مین کچھ بھی تامل نہین رہتا کہ ان حضرات
کی شہادت حضور ہی کی شہادت ہو اور اُنھون نے نیابتہً اس شرف کو سر سبزی و سرخروئی
عطا فرمائی ایکبار حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ خاص خدمت اقدس ہوکر حضور پر نور کے
شانہ مبارک پر سوار ہو گئے ایک صاحب نے عرض کی صاحبزادے آپکی سواری کیسی اچھی سواری ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور سوار کیسا اچھا سوار ہی حضور پرنور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سجدے مین تھے کہ امام حسن پشتِ مبارک سے لپٹ گئے حضور نے سجدے
کو طول دیا کہ سر اٹھانیسے کہین گر نہ جائین امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی
نسبت ارشاد ہوتا ہی ہمارے یہ دونون بیٹے جوانانِ جنت کے سردار ہین یہ اور فرمایا جاتا ہی
انکا دوست ہمارا دوست انکا دشمن ہمارا دشمن ہی۔ اور فرماتے ہین یہ دونون عرش کی
تلوارین ہین اور فرماتے ہین حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون۔ اللہ دوست رکھے
اوسے جو حسین کو دوست رکھے۔ حسین سبط ہی اسباط سے۔ ایک روز حضور پرنور صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے دہنے زانو پر امام حسین اور بائین پر حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم
بیٹھے تھے حضرت جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ان دونون کو خدا حضور کے پاس نہ رکھیگا
ایک کو اختیار فرما لیجے حضور نے حضرت امام حسین کی جدائی گوارا نہ فرمائی تین دن بعد
حضرت ابراہیم کا انتقال ہو گیا اس واقعے کے بعد امام جب حاضر ہوتے آپ بوسے لیتے اور
فرماتے مرحبا بمن فدیتہ بابنی ایسے کو مرحبا جسپر مین نے اپنا بیٹا قربان کیا اور فرماتے
ہین یہ دونون میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہین الٰہی مین انکو دوست رکھتا ہون
تو بھی انھین دوست رکھ اور اوسے دوست رکھ جو انھین دوست رکھے۔ بتول زہرا رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے فرماتے میرے دونون بیٹون کو لاؤ پھر دونون کو سونگھتے اور سینہ انور سے
لگا لیتے جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ارشاد اور شاہزادون کی ایسی پاسداریان
نازبرداریان یاد آتی ہین اور واقعات شہادت پر نظر جاتی ہی تو حسرت کی آنکھون سے
آنسو نہین لہو کی بوندین ٹپکتی ہین اور خدا کی بے نیازی کا عالم آنکھوں کے سامنے چھا جاتا
ہی یہ مقدس صورتین خدا کی دوست ہین اور اللہ جل جلالہ کی عادت کریمہ ہے کہ دنیا دی

زندگی مین اپنے دوستون کو بلاؤن مین گھرا رکھتا ہے ایک صاحب نے عرض کی مین حضور سے
محبت رکھتا ہون فرمایا فقر کے لیے مستعد ہو جا عرض کی اللہ تعالی کو دوست رکھتا ہون
ارشاد ہوا بلا کے لئے آمادہ ہو اور فرماتے ہین سخت ترین بلا انبیا علیہم الصلوٰۃ والثنا پر ہے
پھر جو بہتر ہین پھر جو بہتر ہین ع نزدیکان را بیش بود حیرانی ع جنکے رتبے ہین سوا
اُن کو سوا مشکل ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خدا نے اشرف ترین مخلوق
بنایا اور محبوبیت خاص کا خلعت فاخرہ عطا فرمایا اسی وجہ سے دنیا کی جو بلائین آپنے
اُٹھائین اور جو مصیبتین آپنے برداشت کین کسی مین اُنکا تحمل ممکن نہین اللہ اللہ محبوبیت
کی تو وہ ادائین کہ فرمایا جاتا ہے لولاک لما خلقت الدنیا اے محبوب مین اگر تمکو نہ پیدا
کرتا تو دنیا ہی کو نہ بناتا علو مرتبت کی وہ کیفیتین کہ اپنے خزانون کی کنجیان دیکر مختار کل بنا دیا
کہ جو چاہو کرو سیاہ وسپید کا تمھین اختیار ہے ایسے بادشاہ جنکے مقدس سر پر دونون
عالم کی حکومت کا چمکتا تاج رکھا گیا ایسے رفعت پناہ جنکے مبارک پاؤن کے نیچے تخت الٰہی
بچھایا گیا شاہی لنگر کے فقیر سلاطین عالم سلطانی باڑے کے محتاج شاہانِ معظم دنیا کی نعمتین
بانٹنے والے زمانے کی دولتین دینے والے بھکاریون کی جھولیان بھرین مونہہ
مانگی مرادین پوری کرین اب کاشانۂ اقدس اور دولتسرائے مقدس کیطرف نگاہ کیجاتی ہے
تو اللہ تعالی کی شان نظر آتی ہے ایسے جلیل القدر بادشاہ جنکی قاہر حکومت مشرق مغرب کو
گھیر چکی اور جنکا ڈنکا ہفت آسمان وتمام روے زمین مین بج رہا ہے اُنکے برگزیدہ گھر مین
دنیا کی آسائش کی کوئی چیز نہین آرام کے اسباب تو درکنار خشک کھجورین اور جو کے بے چھنے
آٹے کی روٹی بھی تمام عمر پیٹ بھر کر نہ کھائی ع کل جہان ملک اور جو کی روٹی غذا + اُس شکم کی
قناعت پہ لاکھون سلام۔ شاہی لباس دیکھئے تو سترہ سترہ پیوند لگے ہین۔ وہ بھی رانگ

کپڑے کے نہین دو دو مہینے سلطانی باورچیخانے سے دھوان بلند نہین ہوتا دنیوی
عیش وعشرت کی تو یہ کیفیت ہے دینی وجاہت دیکھیے تو اُس کملی والے تاجدار کی
شوکت اور اِس سادگی پسند کی وجاہت سے دونون عالم گونج رہے ہین۔

دو جہان کی نعمتین ہین اُنکے خالی ہاتھ مین	مالکِ کونین ہین گو پاس کچھ رکھتے نہین

یہان یہ امر بھی بیان کر دینے کے قابل ہے کہ یہ تکلیفین یہ مصیبتین محض اپنی خوشی سے
اُٹھائی گئین اسمین مجبوری کو ہرگز دخل نہ تھا ایک بار آپکے بہی خواہ اور رضا جو دوست
جل جلالہ نے پیام بھیجا کہ تم کہو تو مکہ کے دو پہاڑون کو (جنھین اخشبین کہتے ہین) سونیکا
بنادون کہ وہ تمھارے ساتھ رہین عرض کی یہ چاہتا ہون کہ ایک دن دے کہ شکر
بجالاؤن ایک دن بھوکا رکھ کہ صبر کرون مسلمانو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو نفس مطمئنہ
عطا فرمایا ہے اگر آپ عیش وعشرت مین بسر فرماتے اور آسایش وراحت محبوب رکھتے
تو آپکا پروردگار آپکی خوشی پر خوش ہونیوالا دنیا مین جنتون کو اُتار کر رکھدیتا اور یہ سامان عیش
آپ کے برگزیدہ اور پاک نفس مین ہرگز تغیر پیدا نہ کرسکتا ایسی حالت مین یہ بلا پسندی اور
مصیبت دوستی اسی بنیاد پر ہوسکتی ہے کہ آپ رحمۃ العالمین ٹھہرے دنیا کی ہر چیز کے
حق مین رحمت ہو کر آئے اگر آپ عیش وعشرت مین مشغول رہتے تو تکلیف ومصیبت
جھیلنے عاقبت مین حضور کے غلامون کو بھی سروکار نہ ہوگا برکات سے محروم رہ جاتین
ایکبار حضور مسلمانون کو کنیزین اور غلام تقسیم فرمارہے تھے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا جاؤ تم بھی اپنے لیے کوئی کنیز لے آؤ
حاضر ہوئین اور ہاتھ دکھا کر عرض کرنے لگین کہ چکیان پیستے پیستے ہاتھون مین چھالے پڑگئے
ہین ایک کنیز مجھے بھی عنایت ہو ارشاد ہوا اے فاطمہ مین تجھے ایسی چیز بتاتا ہون جو کنیز

و غلام سے زیادہ کام دے تورات کو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ

۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھکر سو رہا کر - ایکبار حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ مین تشریف لے گئے دروازے تک

رونق افروز ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہ کے ہاتون مین چاندی کی ایک ایک چوڑی ملاحظہ

فرمائی واپس تشریف لے آئے حضرت بتول نے وہ چوڑیان حاضر کردین کہ انھیں تصدق

کردیجیے مساکین کو عطا فرمادی گئین اور دو چوڑیان عاج کی مرحمت ہوئین اور ارشاد

ہوا فاطمہ دنیا محمد اور آل محمد کے لائق نہین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم - عمر فاروق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر آئے دیکھا کہ کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے ہین اور اُس نازک

جسم اور نازنین بدن پر بوریے کے نشان بن گئے ہین یہ حالت دیکھکر بے اختیار

رونے لگے اور عرض کی کہ یارسول اللہ قیصر و کسری خدا کے دشمن ناز و نعمت مین

بسر کرین اور خدا کا محبوب تکلیف و مصیبت مین ارشاد ہوا کیا تو اس امر پر راضی نہین

کہ انھین دنیا کے عیش ملین اور تو عقبی کی خوبیون سے بہرہ ور ہو حضرت سری

سقطی سے بذریعہ الہام فرمایا گیا اے سری مین نے مخلوق پیدا فرماکر اُس سے پوچھا

کیا تم مجھکو دوست رکھتے ہو سب نے بالاتفاق عرض کی کہ تیرے سوا اور کون ہے جسے ہم

دوست رکھین گے پھر مین نے دنیا بنائی نو حصے اُسکی طرف ہو گئے ایک حصہ نے کہا ہم

اسکی خاطر تجھسے جدائی نہ کرین گے پھر آخرت خلق فرمائی اُس ایک حصہ سے نو حصے اُسکے خریدار

ہو گئے باقیون نے عرض کی ہم دنیا کے سائل نہ آخرت پر مائل ہم تو تیرے چاہنے والے

ہین پھر بلائین پیش کین انمین سے بھی نو حصے گھبرا کر پریشان ہو گئے ایک حصہ نے عرض

کی تو زمین و آسمان کے چودہ طبق کو بلا کا ایک طوق بنا کر ہمارے گلے مین ڈالدے مگر ہم تیری

طرف سے منہ پھیرنے والے ہین انکی نسبت ارشاد ہوا اُولٰئِكَ اَوْلِيَائِي حَقًّا یہ میرے سچے دوست
ہین - اب اہل بیت کرام کی بلا پسندی حیرت کی آنکھون سے دیکھنے کے قابل ہے - حضرت
ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلا و نعمت کے بارے مین سوال ہوا فرمایا ہمارے نزدیک دونون
برابر ہین یعنی ع انچہ از دوست میرسد نیکوست * امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی ارشاد
ہوا اللہ ابو ذر پر رحم کرے مگر ہم اہل بیت کے نزدیک بلا نعمت سے افضل ہے کہ نعمت مین
نفس کا بھی حظ ہے اور بلا محض رضائے دوست ہے -

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

یزید پلید کی تخت نشینی اور قیامت کے سامان

ہجرت کا ساٹھوان سال اور رجب کا مہینہ کچھ ایسا دل دکھانیوالا سامان اپنے ساتھ لایا
جسکا نظارہ اسلامی دنیا کی آنکھون کو ناچار اُس طرف کھینچتا ہے جہان کلیجہ نوچنے والی
آفتون بیچین کر دینے والی تکلیفون نے دیندار دلون کے بیقرار کرنے اور خدا پرست طبیعتون
کو بیتاب بنانے کے لیے حسرت و بیکسی کا سامان جمع کیا ہے یزید پلید کا تخت سلطنت کو اپنے
ناپاک قدم سے گندہ کرنا اُن ناقابل برداشت مصیبتون کی تمہید ہے جنکو بیان کرتے کلیجہ
مونھ کو آتا اور دل ایک غیر معمولی بیقراری کے ساتھ پہلو مین پھڑک جاتا ہے اِس مردود نے
اپنی حکومت کی مضبوطی اپنی ذلیل عزت کی ترقی اِس امر مین منحصر سمجھی کہ اہل بیت کرام
کے مقدس و بیگناہ خون سے اپنی ناپاک تلوار رنگے اِس جہنمی کی نیت بدلتے ہی زمانے
کی ہوا نے پلٹے کھائے وہ زہریلے جھونکے آئے کہ جاودان بہارون کے پاک گریبان
بیخزان پھولون نوشگفتہ گلون کے غم مین چاک ہوئے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہری
بھری لہلہاتی پھلواری کے سہانے نازک پھول مرجھا مرجھا کر طراز دامن خاک ہوئے اُس

خبیث کا پہلا حملہ سیدنا امام حسن پر چلا جعدہ زوجۂ امام عالیمقام کو بہکایا کہ اگر تو زہر دیکر
امام کا کام تمام کردیگی تو مین تجھسے نکاح کرونگا وہ شقیہ بادشاہ بیگم بننے کے لالچ مین شاہان
جنت کا ساتھ چھوڑ کر سلطنت عقبیٰ سے مونھ موڑ کر جہنم کی راہ پر ہولی کئی بار زہر دیا کچھ اثر
نہ ہوا پھر تو جی کھولکر اپنے پیٹ مین جہنم کے انگارے بھرے اور امام جنت مقام کو سخت
تیز زہر دیا یہانتک کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کے اعضائے باطنی پارہ
پارہ ہوکر نکلنے لگے یہ بیچین کردینے والی خبر سنکر حضرت امام حسین اپنے پیارے بھائی
کے پاس حاضر ہوئے سرہانے بیٹھکر گزارش کی حضرت کو کس نے زہر دیا فرمایا اگر وہ
ہے جو میرے خیال مین ہے تو اللہ بڑا بدلا لینے والا ہے اور اگر نہین تو مین بیگناہ سے عوض
نہین چاہتا ایک روایت مین ہے فرمایا بھائی لوگ ہمسے یہ امید رکھتے ہین کہ روز قیامت
ہم انکی شفاعت فرماکر کام آئین نہ یہ کہ اُنکے ساتھ غضب و انتقام کو کام مین لائین ع
واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہوا پھر بھی ایذائے ستمگر کے روادار نہین

نظم

نبی عاشق تھے دیدار حسن کے — تھے شائق سیر گلزار حسن کے
تھے فرماتے نبی یہ گل ہے میرا — کیا کرتے تھے نظارے حسن کے
ہوا اُس گل کا اب صدچاک سینہ — ہوئے ٹکڑے دلِ زار حسن کے
دیا ظالم نے ایسا زہر قاتل — گرے کٹ کر جگر پارے حسن کے
گئے برگِ خزان کی طرح مرجھا — تر و تازہ وہ رخسارے حسن کے
لگا خون آنے اسہالِ کبد سے — لہو کے چھوٹے فوارے حسن کے
کلیجہ یون کٹا جاتا ہے گویا — جگر پر چلتے ہین آرے حسن کے

خدا پر چھوڑ بیدل ظالمون کو
وہ بدلے لے گا آزارِ حسن کے

پھر جانیوالے امام نے آنیوالے امام کو یون وصیت فرمائی حسین دیکھو سفیہان کوفہ سے ڈرتے رہنا مبادا وہ تمھین باتون مین لیکر بلا مین اور وقت پر چھوڑ دین پھر پچھتاؤ گے اور بچاؤ کا وقت گزر جائیگا۔ بیشک امام عالیمقام کی یہ وصیت موتیون مین تولنے کے قابل اور دل پر لکھ لینے کے لائق تھی مگر اُس ہونیوالے واقعے کو کون روک سکتا ہے قدرت نے مدتون پہلے سے مشہور کر رکھا تھا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ سے تین سو برس پیشتر یہ شعر ایک پتھر پر لکھا ملا ؎

اترجو امۃ قتلت حسینا ۔۔۔ شفاعۃ جدہ یوم الحساب

کیا حسین کے قاتل یہ بھی امید رکھتے ہین کہ روز قیامت اُسکے نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پائین۔ یہی شعر ارض روم کی ایک گرجا مین لکھا پایا گیا اور لکھنے والا معلوم نہ ہوا۔ کئی حدیثون مین ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ مین تشریف فرما تھے ایک فرشتہ کہ پہلے کبھی حاضر نہ ہوا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ سے حاضری کی اجازت لیکر آستان بوس ہوا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین سے ارشاد فرمایا دروازے کی نگہبانی رکھو کوئی آنے نہ پائے اتنے مین سیدنا امام حسین دروازہ کھولکر حاضر خدمت ہوئے اور کود کر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود مین جا بیٹھے حضور پیار فرمانے لگے فرشتے نے عرض کی حضور انھین چاہتے ہین فرمایا ہان عرض کی وہ وقت قریب آتا ہے کہ حضور کی امت انھین شہید کریگی اور حضور چاہین تو مین وہ زمین حضور کو دکھا دون جہان یہ شہید کئے جائین گے

پھر سُرخ مٹی اور ایک روایت مین ہی ریت ایک مین ہی کنکریان حاضر کین حضور نے سونگھکر فرمایا ریح کرب وبلا یعنی بےچینی اور بلا کی بو آتی ہی پھر ام المومنین کو وہ مٹی عطا ہوئی اور ارشاد ہوا جب یہ خون ہو جائے تو جاننا کہ حسین شہید ہوا اُنھون نے وہ مٹی ایک شیشی مین رکھ چھوڑی ام المومنین فرماتی ہین مین کہا کرتی جسدن یہ مٹی خون ہو جائیگی کیسی سختی کا دن ہوگا۔ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ صفین کو جاتے ہوئے زمین کربلا پر گزرے نام پوچھا لوگون نے کہا کربلا یہانتک روئے کہ زمین آنسوؤنسے تر ہوگئی پھر فرمایا مین خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مین حاضر ہوا حضور کو روتا پایا سبب پوچھا فرمایا ابھی جبریل کہہ گئے ہین کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارے کربلا مین قتل کیا جائیگا پھر جبریل نے وہانکی مٹی مجھے سونگھائی مجھسے ضبط نہ ہوسکا اور آنکھین بہ نکلین ایک روایت مین ہی مولی علی اُس مقام سے گزرے جہان اب امام مظلوم کی قبر مبارک ہی فرمایا یہان انکی سواریان بٹھائی جائینگی یہان اُنکے کجاوے رکھے جائینگے اور یہان اُنکے خون گرینگے آل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کچھ نوجوان اس میدان مین قتل ہونگے جنپر زمین و آسمان روئینگے اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

امام مظلوم سے مدینہ چھوٹتا ہے

امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کا کام تمام کرکے جب یزید پلید نے اپنے ناشاد دل کو خوش کرلیا اب اُس شقی کو امام حسین یاد آئے مدینہ کے صوبہ ولید کو خط لکھا کہ حسین اور عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر سے بیعت کے لئے کہے اور مہلت نہ دے ابن عمر ایک مسجد مین بیٹھنے والے آدمی ہین اور ابن زبیر جبتک موقع نہ پائینگے خاموش رہینگے ہان

حسین سے بیعت لینی سب سے زیادہ ضروری ہی کہ یہ شیر اور شیر کا بیٹا موقع کا انتظار نہ کریگا صوبہ
نے خط پڑھکر پیامی بھیجا امام نے فرمایا چلو آتے ہین پھر عبد اللہ ابن زبیر سے فرمایا دربار کا
وقت نہین بے وقت بلانے سے معلوم ہوتا ہی کہ سردار نے وفات پائی ہمین اسلیے
بلایا جاتا ہے کہ موت کی خبر مشہور ہونے سے پہلے یزید کی بیعت ہمسے لیجاے ابن زبیر نے
عرض کی میرا بھی یہی خیال ہی ایسی حالت مین آپکی کیا راے ہی فرمایا مین اپنے جوان جمع
کرکے جاتا ہون ساتھیون کو دروازے پر بٹھا کر اُسکے پاس جاؤنگا ابن زبیر نے کہا
مجھے اُسکی جانب سے اندیشہ ہی فرمایا وہ میرا کچھ نہین کرسکتا پھر اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف
لیگئے ہمراہیون کو ہدایت کی جب مین بلاؤن یا میری آواز بلند ہوتے سنو اندر چلے آنا
اور جب تک مین واپس نہ آؤن کہین ہلکر نہ جانا یہ فرماکر اندر تشریف لیگئے ولید کے پاس مروان
کو بیٹھا پایا سلام علیک کرکے تشریف رکھی ولید نے خط پڑھکر سنایا وہی مضمون پایا جو
حضور کے خیال شریف مین آیا تھا بیعت کا حال سنکر ارشاد ہوا مجھ جیسے چھپکر بیعت
نہین کرتے سب کو جمع کرو بیعت لو پھر ہمسے کہو ولید نے بنظر عافیت پسندی عرض کی
بہتر تشریف لیجاییے مروان بولا اگر اسوقت انھین چھوڑ دیگا اور بیعت نہ لیگا تو جبتک
بہت سی جانونکا خون نہ ہوجاے ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا ابھی روک لے بیعت کرلین
توخیر ورنہ گردن مار دے یہ سُنکر امام نے فرمایا ابن الزرقا تو یا وہ کیا مجھے قتل کرسکتا ہی خدا
کی قسم تو نے جھوٹ کہا اور یاجی پن کی بات کی یہ فرماکر واپس تشریف لاے مروان نے ولید
سے کہا خدا کی قسم اب ایسا موقع نہ ملیگا ولید بولا مجھے پسند نہین کہ بیعت نہ کرنے پر حسین کو
قتل کردون مجھے تمام جہان کے ملک و مال کے بدلے مین بھی حسین کا قتل منظور نہین میرے
نزدیک حسین کے خون کا جس شخص سے مطالبہ ہوگا وہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک ہلکا ہوگا

کے سامنے بلکی تول والا ہی مروان نے منافقانہ طور پر کہدیا تو نے ٹھیک کہا پھر دوبارہ
آدمی آیا فرمایا صبح ہونے دو اور قصد فرمالیا کہ رات مین مکہ کے ارادے سے مع اہل و
عیال سفر فرمایا جائیگا۔ یہ رات امام نے اپنے جد کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ منورہ
مین گزاری کہ آخر تو فراق کی ٹھہرتی ہی چلتے وقت تو اپنے جد کریم (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)
کی مقدس گود سے لپٹ لین پھر خدا جانے زندگی مین ایسا وقت ملے یا نہ ملے امام آرام
مین تھے کہ خواب دیکھا حضور پر نور تشریف لائے ہین اور امام کو کلیجے سے لگا کر
فرماتے ہین حسین وہ وقت قریب آتا ہی کہ تم پیاسے شہید کیے جاؤ اور جنت مین شہیدون کے
بڑے درجے ہین یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی اُٹھے اور روضۂ مقدس کے سامنے رخصت
ہونیکو حاضر ہوئے مسلمانو حیات دنیوی مین امام کی یہ حاضری پچھلی حاضری ہی صلاۃ وسلام
عرض کرنیکے بعد سر جھکا کر کھڑے ہو گئے ہین غم فراق کلیجے مین چٹکیان لے رہا ہی آنکھون
سے لگاتار آنسو جاری ہین رقت کے جوش نے جسم مبارک مین رعشہ پیدا کر دیا ہے
بیقراریون نے محشر برپا کر رکھا ہے دل کہتا ہی سر جائیے مگر یہان سے قدم نہ اُٹھائیے
صبح کے کھٹکے کا تقاضا ہی جلد تشریف لیجائیے دو قدم جاتے ہین اور پھر پلٹ آتے ہین
حب وطن قدمون پر لوٹتی ہی کہ کہان جاتے ہو غربت دامن کھینچتی ہی کیون دیر لگاتے ہو
شوق کی تمنا ہی کہ عمر بھر نہ جائین مجبوریون کا تقاضا ہی دمبھر نہ ٹھہرنے پائین شعبان
کی چوتھی رات کے تین پہر گزر چکے ہین اور پچھلے کے نرم نرم جھونکے سونیوالون کو تھپک
تھپک کر سلا رہے ہین ستارون کے سنہرے رنگ مین کچھ کچھ سپیدی ظاہر ہو چلی ہے
اندھیری رات کی تاریکی اپنا دامن سمیٹنا چاہتی ہے تمام شہر مین سناٹا ہی نہ کسی بولنے
والے کی آواز کان تک پہنچتی ہی نہ کسی چلنے والے کی پہچل سُنائی دیتی ہی شہر بھر کے دروازے

بند مین ہان خاندانِ نبوت کے مکانون مین اسوقت جاگ ہو رہی ہے اور سامان سفر درست کیا جا رہا ہے ضرورت کی چیزین باہر نکالی گئی ہین سواریان دروازون پر تیار کھڑی ہین محمل کس گئے ہین پردے کا انتظام ہو چکا ہے ادھر امام کے بیٹے بھائی بھتیجے گھوڑے سوار ہو رہے ہین اُدھر امام مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے ہین محرابون نے سر جھکا کر تسلیم کی مینارون نے کھڑے ہو کر تعظیم دی قافلہ سالار کے تشریف لاتے ہی نبی زادون کا قافلہ روانہ ہو گیا ہے مدینہ مین اہل بیت سے حضرتِ صغریٰ امام مظلوم کی صاحبزادی اور جناب محمد بن حنفیہ مولیٰ علی کے بیٹے باقی رہ گئے ہین اللہ اکبر ایک وہ دن تھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافرونکی ایذا دہی اور تکلیف رسانی کی وجہ سے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی مدینہ والون نے جب یہ خبر سنی دلون مین مسرت آمیز اُمنگون نے جوش مارا اور آنکھون مین شادی عید کا نقشہ کھنچ گیا آمد آمد کا انتظار لوگون کو آبادی سے نکالکر پہاڑون پر لیجاتا منتظر آنکھین مکہ کی راہ کو جہانتک اُنکی نظر پہنچتی ٹکٹکی باندھکر تکتین اور مشتاق دل ہر آنیوالے کو دور سے دیکھکر چونک پڑتے جب آفتاب گرم ہو جاتا گھرون پر واپس آتے اسی کیفیت مین کئی دن گزر گئے ایک دن اور روز کی طرح وقت بے وقت ہو گیا تھا اور انتظار کرنے والے حسرتونکو سمجھاتے تمناؤن کو تسکین دیتے پلٹ چکے تھے کہ ایک یہودی نے بلندی سے آواز دی راہ دیکھنے والو پلٹو تمھارا مقصود در آیا اور تمھارا مطلب پورا ہوا اس صدا کے سنتے وہ آنکھین جنپر ابھی حسرت آمیز حیرت چھا گئی تھی اشک شادی برسا چلین وہ دل جو مایوسی سے مرجھا گئے تھے تازگی کے ساتھ جوش مارنے لگے بیقرارانہ پیشوائی کو بڑھے پروانہ وار قربان ہوتے آبادی تک لائے اب کیا تھا خوشی کی گھڑی آئی سوکھا

موںھ مانگی مراد پائی گھر گھر سے نغمات شادی کی آوازین بلند ہوئین پردہ نشین لڑکیان دف بجاتی خوشی کے لہجون مین مبارکباد کے گیت گاتی نکل آئین ؏

طلع البدر علینا	من ثنیات الوداع	وجب الشکر علینا	ما دعا للہ داع

بنی نجار کی لڑکیان گلی کوچون مین اس شعر سے اظہار مسرت کرتی ہوئی ظاہر ہوئین ؏

نحن جوار من بنی النجار	یا حبذا محمد من جار

غرض مسرت کا جوش تھا در و دیوار سے خوشی ٹپکی پڑتی تھی ایک آج کا دن ہی کہ امام مظلوم سے مدینہ چھوٹا ہی مدینہ ہی نہین بلکہ دنیا کی سب راحتین تمام آسائشین ایک ایک کرکے رخصت ہوتی اور خیرباد کہتی مین یہ سب سے کنارا ناز اٹھانیوالی مان کا پڑوس مان جائے بھائی کا ہمسایہ اور سب سے بڑھکر امام پر اپنا بیٹا قربان کردینے والے جد کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کا قرب کیا یہ ایسی چیزین ہین جنکی طرف سے آسانی کے ساتھ آنکھین پھیر لی جائین آسانی کے ساتھ آنکھین پھیرنی کیسی اگر امام کو مدینہ نہ چھوڑنے پر قتل کردیا جاتا تو قتل ہوجانا منظور فرماتے اور مدینے سے باہر پاؤن نہ نکالتے مگر اس مجبوری کا کیا علاج کہ امام کے ناقہ کو قضا مہار پکڑے اُس میدان کی جانب لئے جاتی ہی جہان قسمت نے پردیسیون کے قتل ہونے پیاسون کے شہید کئے جانے کا سامان جمع کیا ہے مدینے کی زمین جسپر آپ گھٹنون چلے جس نے آپ کی بچپن کی بہارین دیکھین جسپر آپکی جوانکی کرامتین ظاہر ہوئین اپنے سر پر خاکِ حسرت ڈالتی اور پردیس جانیوالے کے پیارے پیارے نازک پاؤن سے لپٹ لپٹ کر زبانِ حال سے عرض کررہی ہی کہ ای فاطمہ کی گود کے سنگھار کلیجے کی ٹیک زندگی کی بہار کہان کا ارادہ فرمادیا وہ کونسی سرزمین ہی جسے یہ عزت والے پاؤن جو میری آنکھون کے تارے ہین شرف بخشنے کا قصد فرماتے ہین ؏

جسقدر یہ برکت والا قافلہ نگاہ سے دُور ہوتا جاتا ہے اُسی قدر پیچھے رہ جانیوالی پہاڑیاں اور مسجد نبوی کے منارے سر اٹھا اُٹھا کر دیکھنے کی خواہش زیادہ ظاہر کرتے ہیں یہانتک کے جانیوالے نگاہوں سے غائب ہو گئے اور مدینہ کی آبادی پر حسرت بھرا سناٹا چھا گیا اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین راستے میں عبداللہ بن مطیع ملے عرض کی کہاں کا قصد فرما دیا فرمایا فی حال مکے کا عرض کی کوفے کا عزم نہ فرمایا جائے وہ بڑا بدڈھنگا شہر ہے وہاں آپکے والد ماجد شہید ہوئے آپکے بھائی سے دغا کیگئی آپ مکے کے سوا کہیں کا ارادہ نہ فرمائیں اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو خدا کی قسم ہمارا ٹھکانا نہ لگا رہیگا ہم سب غلام بنا لیئے جائیں گے۔ بالآخر حضور مکہ پہنچکر ساتویں ذی الحجہ تک امن و امان کے ساتھ قیام فرما رہے

کوفیوں کی شرارت اور امام مسلم کی شہادت

جب اہل کوفہ کو یزید خبیث کی تخت نشینی اور امام سے بیعت طلب کیئے جانے اور امام کے مدینہ چھوڑ کر مکے تشریف لے آنیکی خبر پہنچی فریب ہی و عیاری کی پُرانی روش یاد آئی سلیمن بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے مشورہ ہو کر امام کو عرضی لکھی کہ تشریف لایئے اور ہمکو یزید کے ظلم سے بچایئے ڈیڑھ سو عرضیاں جمع ہو جانے پر امام نے تحریر فرمایا کہ اپنے معتمد چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں اگر یہ تمہارا معاملہ ٹھیک دیکھکر اطلاع دینگے تو ہم جلد تشریف لائیں گے حضرت مسلم کوفہ پہنچے ادھر کوفیوں نے امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور امام کو مدد دینے کا وعدہ کیا بلکہ اٹھارہ ہزار داخل بیعت بھی ہو گئے اور حضرت مسلم کو یہانتک باتوں میں لیکر اطمینان دلایا کہ اُنھوں نے امام کو تشریف

لانے کی نسبت لکھا اُدھر یزید پلید کو کوفیون نے خبر دی کہ حسین نے مسلم کو بھیجا ہے کوفے
کے حاکم نعمان بن بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اُنکے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہین کوفے کا
بھلا منظور ہے تو اپنی طرح کوئی زبردست ظالم بھیج اُس نے عبید اللہ ابن زیاد کو حاکم
بنا کر روانہ کیا اور کہا کہ مسلم کو شہید کرے یا کوفے سے نکالدے جب یہ مردک کوفہ پہنچا
امام مسلم کے ہمراہ اٹھارہ ہزار کی جماعت پائی امیرون کو دھمکانے پر مقرر کیا کسی کو دھمکی
دی کسی کو لالچ سے توڑا یہانتک کہ تھوڑی دیر مین امام مسلم کے پاس صرف تیس آدمی
رہ گئے مسلم یہ دیکھکر مسجد سے باہر نکلے کہ کہین پناہ لین جب دروازہ سے باہر آئے
ایک بھی ساتھ نہ تھا انا للہ وانا الیہ راجعون ○ آخر ایک گھر مین پناہ لی ابن زیاد نے
یہ خبر پاکر فوج بھیجی جب امام مسلم کو آوازین پہنچین تلوار لیکر اُٹھے اور ان روباہ منشون کو
مکان سے باہر نکالدیا کچھ دیر بعد پھر جمع ہوکر آئے شیر خدا کا بھتیجا پھر تیغ بکف اُٹھا اور آن
کی آن مین اُن شغالون کو پریشان کر دیا کئی بار ایسا ہی ہوا جب اُن نامردون کا اُس
اکیلے مرد خدا پر کچھ بس نہ چلا مجبور ہوکر چھتون پر چڑھ گئے پتھر اور آگ کے لوکے
پھینکنے شروع کئے شیر مظلوم کا تن نازنین اُن ظالمون کے پتھرون سے خونا خون تھا مگر
وہ تیغ برکف وکف برلب حملہ فرماتا باہر نکلا اور راہ مین جو گروہ کھڑے تھے اُنپر عقاب
عذاب کی طرح ٹوٹا جب حالت دیکھی ابن اشعث نے کہا آپکے لئے امان ہے نہ آپ قتل
کئے جائین نہ کوئی گستاخی ہو مسلم مظلوم تھک کر ایک دیوار سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے خچر
سواری کے لئے حاضر ہوا اُسپر سوار کئے گئے ایک نے تلوار حضور کے ہاتھ سے لیلی
فرمایا یہ پہلا مکر ہے ابن اشعث نے کہا کچھ خوف نہ کیجئے فرمایا وہ امان کدھر گئی پھر رونے
لگے ایک شخص بولا تم جیسا بہادر اور روئے فرمایا اپنے لئے نہین روتا ہون روتا حسین

اور آلِ حسین کا ہی کہ وہ تمھارے اطمینان پر آتے ہونگے اور اُنھین اِس مکر و بدعہدی

کی خبر نہین پھر ابن اشعث سے فرمایا مین دیکھتا ہون کہ تم مجھے پناہ دینے سے عاجز

رہوگے اور تمھاری امان کام نہ دیگی اگر ہو سکے تو اتنا کرو کہ اپنے پاس سے کوئی آدمی

امام حسین کے پاس بھیجکر میرے حال کی اطلاع دیدو کہ وہ واپس جائین اور کوفیون

کے فریب مین نہ آئین جب مسلم ابن زیاد بدنہاد کے پاس لائے گئے ابن اشعث نے

کہا مین اُنھین امان دیچکا ہون وہ خبیث بولا تجھے امان دینے سے کیا تعلق ہم نے

تجھے انکے لانے کو بھیجا تھا نہ کہ امان دینے کو ابن اشعث چُپ رہے۔ مسلم اُس شدت

محنت اور زخمون کی کثرت مین پیاسے تھے ٹھنڈے پانی کا ایک گھڑا دیکھا فرمایا مجھے

اسمین سے پلادو ابن عمرو باہلی بولا دیکھتے ہو کیسا ٹھنڈا ہی تم اسمین سے ایک بوند نہ چکھنے

پاوگے یہانتک کہ (معاذ اللہ) جہنم مین آب گرم پیو۔ امام مسلم نے فرمایا او سنگدل

درشت خو آب حمیم و نار جحیم کا تو مستحق ہی پھر عمارہ بن عقبہ کو ترس آیا ٹھنڈا پانی منگا کر

پیش کیا امام نے پینا چاہا پیالہ خون سے بھر گیا تین بار ایسا ہی ہوا فرمایا خدا ہی کو منظور

نہین جب ابن زیاد بدنہاد کے سامنے گئے اُسے سلام نہ کیا وہ بھڑکا اور کہا تم ضرور

قتل کیئے جاوگے فرمایا تو مجھے وصیت کر لینے دے اُس نے اجازت دی مسلم

مظلوم نے عمرو بن سعد سے فرمایا مجھ مین تجھ مین قرابت ہے اور مجھے تجھسے ایک

پوشیدہ حاجت اُس سنگدل نے کہا مین سُننا نہین چاہتا ابن زیاد بولا سُن لے

کہ یہ تیرے چچا کی اولاد ہین وہ الگ لیگیا فرمایا کوفہ مین مین نے سات سو روپے قرض

لئے ہین وہ ادا کر دینا اور بعد قتل میرا جنازہ ابن زیاد سے لیکر دفن کرا دینا اور امام حسین

کے پاس کسی کو بھیجکر منع کرا بھیجنا ابن سعد نے ابن زیاد سے یہ سب باتین بیان

کردین وہ بولا کبھی خیانت کرنیوالے کو بھی امانت سپرد کیجاتی ہے یعنی اُنھون نے
پوشیدہ رکھنے کو فرمایا تھا تو نے ظاہر کردین اپنے مال کا تجھے اختیار ہے جو چاہے کر اور
حسین اگر ہمارا قصد نہ کرین گے ہم اُنکا نہ کرین گے ورنہ ہم اُنسے باز نہ رہین گے رہا
مسلم کا جنازہ اسمین ہم تیری سفارش سننے والے نہین پھر حکم پاکر جلاد ظالم انھین
بالائے قصر لیگیا امام مسلم برابر تسبیح و استغفار مین مشغول تھے یہانتک کہ شہید کیے
گئے اور اُنکا سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجدیا گیا

امام جنت مقام مکہ سے جاتے ہین

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
قرب حرم مین بھی تو مین قربانیو مین ہم

سنہ ٦٠ ہجری کا پچھلا مہینہ ہے اور حج کا زمانہ دنیا کے دور دراز حصون سے لاکھون
مسلمان وطن چھوڑ کر عزیزون سے مُنہ موڑ کر اپنے رب جل جلالہ کے مقدس اور برگزیدہ
گھر کی زیارت سے مشرف ہونے حاضر آئے ہین دلون مین فرحت نے ایک جوش
پیدا کردیا ہے اور سینون مین سرور لہرین لے رہا ہے کہ یہی ایک رات بیچ مین ہے صبح نوین
تاریخ ہے اور مہینون کی محنت وصول ہونے مدتون کے ارمان نکلنے کا مبارک دن مسلمان
خانہ کعبہ کے گرد پھر پھر کر نثار ہو رہے ہین مکہ معظمہ مین ہر وقت کی چہل پہل نے دن کو روز
عید اور رات کو شب برات کا آئینہ بنا دیا ہے کعبہ کا دلکش بناو کچھ ایسی دل آویز اداؤن کا
سامان اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے کہ لاکھون کے جمگھٹ مین جسے دیکھئے شوق بھری
نگاہون سے اسیطرف دیکھ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ پردے کی چلمن سے کسی محبوب
دلنواز کی پیاری پیاری تجلیان چھن چھن کر نکل رہی ہین جنکی ہوش ربا تاثیرون و دلکش
کیفیتون نے یہ مجلس آرائیان کی ہین عاشقان دلدادہ فرقت کی مصیبتین جدائی کی

تکلیفین جھیل کر جب خوش قسمتی سے اپنے پیارے معشوق کے آستانے پر حاضری کا موقع پاتے ہین ادب و شوق کی الجھن مسرت امیز بیقراری کی خوش آیندہ تصویر انکی آنکھون کے سامنے کھینچ دیتی ہے اور وہ اپنی چمکتی ہوئی تقدیر پر طرح طرح سے ناز کرتے اور بے اختیار کہہ اٹھتے ہین ؎

مقام وجد ہے اے دل کہ کوئے یار مین آئے	ترے دربار مین پہنچے تری سرکار مین آئے

غرض آج کا یہ دھوم دھامی جلسہ جو ایک غرض مشترک کے ساتھ اپنے محبوب کے در دولت پر حاضری اپنی بھرپور کامیابی پر انتہا سے زیادہ مسرت ظاہر کر رہا ہے مگر امام مظلوم کے مقدس چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص وجہ سے اس مجمع مین شریک نہین رہ سکتے یا انکے سامنے سے کسی نے پردہ اٹھا کر کچھ ایسا عالم دکھا دیا ہے کہ انکی مقدس نگاہ کو اس مبارک منظر کی طرف دیکھنے اور ادھر متوجہ ہونیکی فرصت ہی نہین اور اگر کسی وقت حاجیون کے جماؤ کی طرف حسرت سے دیکھتے اور حج نفل کے فوت ہونے پر اظہار افسوس بھی کرتے ہین تو تقدیر زبانِ حال سے کہہ اوٹھتی ہے کہ حسین تم غمگین نہ ہو اگر اس سال حج نہ کرنیکا افسوس ہے تو مین نے تمھارے لیئے حج اکبر کا سامان مہیا کیا ہے اُٹھو اور کمر شوق پر دامن ہمت کا مبارک احرام چست باندھو اگر حاجیون کی سعی کے لئے مکّہ کا ایک نالہ مقرر کیا گیا ہے تو تمھارے لیئے مکّے سے کربلا تک وسیع میدان موجود ہے حاجی اگر زمزم کا پانی پئین گے تو تمھین تین دن پیاسا رکھکر شربت دیدار پلایا جاویگا کہ پیو تو خوب سیراب ہو کر پیو حاجی بقرعید کی دسوین کو مکّے مین جانورون کی قربانیان کرینگے تم محرم کی دسوین کو کربلا کے میدان مین اپنے گود کے پالون کو خاک و خون مین تڑپتا دیکھو گے حاجیون نے مکّے کی راہ مین مال صرف کیا ہے تم کربلا کے میدان مین اپنی جان اور عمر بھر

کی کمائی لٹا دو گے حاجیون کے لئے مکّے مین تاجرون نے بازار کھولا ہے تم فرات کے
کنارے دوست کی خاطر اپنی دو کانین کھولوگے یہان تاجر مال فروخت کرتے ہین
وہان تم جانین بیچوگے یہان حاجی خرید و فروخت کو آتے ہین تمھاری دوکانون پر تمھارا
دوست جلوہ فرمائیگا جو پہلے ہی ارشاد کر چکا ہے ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالھم
بان لھم الجنۃ بیشک اسد نے مسلمانون کی جانین اور مال جنت کے بدلے مین
مول لیلیئے ہین۔غرض ان کیفیتون نے کچھ ایسا از خود رفتہ بنا دیا ہے کہ امام عالیمقام
نے بقرعید کی آٹھوین تاریخ کوفے کا قصد فرمایا جب یہ خبر مشہور ہوئی عمر بن عبدالرحمن
نے اس ارادے کا خلاف کیا اور جانے سے مانع آئے فرمایا جو ہونی ہی ہو کر رہیگی عبداللہ
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے نہایت عاجزی سے روکنا چاہا اور عرض کی کچھ دنون
تامل فرمائیے اور انتظار کیجیے اگر کوفی ابن زیاد کو قتل کر دین اور دشمنون کو نکال باہر
کرین تو جانیئے کہ نیک نیتی سے بلاتے ہین اور اگر وہ اُسپر قابض اور دشمن موجود ہین
تو ہرگز وہ حضور کو بھلائی کی طرف نہین بُلاتے۔مین اندیشہ کرتا ہون کہ یہ بُلانیوالے ہی مقابل
آئینگے فرمایا مین استخارہ کرونگا عبداللہ ابن عباس پھر آئے اور کہا بھائی صبر کرنا
چاہتا ہون مگر صبر نہین آتا مجھے اس روانگی مین آپ کے شہید ہونیکا اندیشہ ہے
عراقی بدعہد ہین اُنھون نے آپ کے باپ کو شہید کیا آپکے بھائی کا ساتھ نہ دیا آپ
اہل عرب کے سردار ہین عرب ہی مین قیام رکھیے یا عراقیون کو لکھیے کہ وہ ابن زیاد کو نکالدین
اگر ایسا ہو جائے تشریف لیجائیے اور اگر تشریف ہی لیجانا ہے تو یمن کا قصد فرمایئے
کہ وہان قلعے ہین گھاٹیان ہین اور وہ ملک وسیع زمین رکھتا ہے فرمایا بھائی خدا کی قسم مین
آپکو ناصح مشفق جانتا ہون مگر مین تو ارادہ مصمم کر چکا عرض کی تو بیبیون بچون کو تو ساتھ

نہ لیجائیے یہ بھی منظور نہ ہوا عبد اللہ ابن عباس ہائے پیارے ہائے پیارے کہکر
رونے لگے اسی طرح عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے منع کیا نہ مانا اُنھون نے
پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر کہا اے شہید ہونیوالے مین تمھین خدا کو سونپتا ہون یونہین
عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روکا فرمایا مین نے اپنے والد ماجد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے سُنا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے مکے کی بے حرمتی کیجائیگی مین پسند نہین کرتا
کہ وہ مینڈھا مین ہون جب روانہ ہولیے راہ مین آپ کے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ
ابن حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خط ملا لکھا تھا ذرا ٹھہریے مین ابھی آتا
ہون حضرت عبد اللہ نے عمرو بن سعید حاکم مکہ سے امام مظلوم کے لئے ایک خط امان اور
واپس بلانے کا مانگا اُنھون نے لکھدیا اور اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو واپس لانے
کے لئے ساتھ کر دیا دونون حاضر آئے اور سر سے پاؤن تک گئے کہ واپس
تشریف لیچلین مقبول نہ ہوا فرمایا مین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب
مین دیکھا ہے اور مجھے ایک حکم دیا گیا ہے اُسکی تعمیل کرونگا سر جائے خواہ رہے
پوچھا وہ خواب کیا ہے فرمایا جبتک زندہ ہون کسی سے نہ کہونگا یہ فرماکر روانہ ہو گئے ؎

نظم

سب نے کی عرض کہ شہزادہ حیدر مت جا — اے حسین ابن علی سبط پیمبر مت جا
صدمے وان پہونچے علی اور حسن کو کیا کیا — جانا کوفہ کا تو ہرگز نہین بہتر مت جا
حق نما آئینہ ہے رخ تیرا اندھے ہین وہی — لیکے اندھون مین یہ آئینہ سکندر مت جا
سنگ باران سے بچا جام بلورین اپنا — ایسے لوگون مین جو پتھر سے ہین بدتر مت جا
گل شاداب نبی اپنے چمن سے نہ نکل — نازنین پھول ہے تو کانٹون کے اندر مت جا

چلتے ہین صرصر آفات کے مظلم جھونکے
شمع رو قلعۂ فانوس سے باہر مت جا

بوسعید ابن عمر جابر و ابن عباس
تھا یہی کلمہ سب اصحاب کے لب پر مت جا

بیدل اُس شاہ کو مقتل ہین قضا لے ہی گئی
کتنے سب رہ گئے لئے ہین کے ڈر پر مت جا

جب امام کے بھائی امام محمد بن حنفیہ کو روانگی امام کی خبر پہنچی طشت مین وضو فرما رہے تھے اسقدر روئے کہ طشت آنسوون سے بھر دیا امام تھوڑی دُور پہنچے مین کہ فرزدق شاعر کوفے سے آتے ملے کوفیون کا حال پوچھا عرض کیا ای رسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کے جگر پارے اُنکے دل حضور کے ساتھ ہین اور اُنکی تلوارین بنی امیہ کے ساتھ قضا آسمان سے اُترتی ہے اور خدا جو چاہتا ہی کرتا ہی۔ غرض ادھر تو امام روانہ ہوئے اُدھر ابن زیاد بدنہاد بانیِ فساد کو یہ خبر پہنچی قادسیہ سے خفان و کوہ لعلع اور قطقطانہ تک فوج سے ناکا بندیان کرادین اور قیامت تک مسلمانون کے دلون کے گھائل کرنے اور کلیجون مین گھاؤ ڈالنے کی بنیاد ڈالدی امام مظلوم نے قیس بن مسہر کو اپنی تشریف آوری کی اطلاع دینے کوفے بھیجا جب یہ مرحوم قادسیہ پہنچے ابن زیاد کے سپاہی گرفتار کرکے اُس خبیث کے پاس لیگئے اُس مردود نے کہا اگر جان کی خیر چاہتے ہو تو اُس چھت پر چڑھکر حسین کو گالیان دو یہ سنکر وہ خاندان نبوت کا فدائی اہل بیت رسالت کا شیدائی چھت پر گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد بلند آواز سے کہنے لگا حسین آج تمام جہان سے افضل ہین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمۂ زہرا کے کلیجے کے ٹکڑے ہین مولیٰ علی کی آنکھون کے نور دل کے سرور ہین مین اُنکا قاصد ہون اُنکا حکم مانو اور اُنکی اطاعت

کرو پھر کہا ابن زیاد اور اُسکے باپ پر لعنت - آخر کار اُس مردک نے جلکر حکم دیا کہ چھت سے گرا کر شہید کیئے جائین - اسوقت اِس بادۂ الفت کے متوالے کا بیقرار دل امام عرش مقام کی طرف موہنھ کیئے التجا کے لہجے مین عرض کر رہا ہے ۔ ؎

تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا ئیست	بجرم عشق توام مے کشند غوغائیست

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام مظلوم آگے بڑھے تو راہ مین زہیر بن قین بجلی ملے وہ حج سے واپس آتے تھے اور مولیٰ علی سے کچھ کدورت رکھتے تھے دن بھر امام کے ساتھ رہتے رات کو علیحدہ ٹھہرتے ایک روز امام نے بلا بھیجا بکراہت آئے خدا جانے کیا فرمادیا اور کس ادا سے دل چھین لیا کہ اب جو واپس آئے تو اپنا اسباب امام کے اسباب مین رکھدیا اور ساتھیون سے کہا جو میرے ساتھ رہنا چاہے رہے ورنہ یہ ملاقات پچھلی ملاقات ہی پھر اپنا سامان لے آنے اور امام کے ساتھ ہو جانیکا سبب بیان کیا کہ شہر بلنجر پر ہمنے جہاد کیا وہ فتح ہوا کثیر غنیمتون کے ملنے پر ہم بہت خوش ہوئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جب تم جوانان آل محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سردار کو پاؤ تو اُنکے ساتھ دشمن سے لڑنے پر اِس سے زیادہ خوش ہونا اب وہ وقت آگیا مین تم سب کو سپرد بخدا کرتا ہون پھر اپنی بی بی کو طلاق دیکر کہا گھر جاؤ مین نہین چاہتا کہ میرے سبب سے تم کو کچھ نقصان پہنچے خدا جانے ان اچھی صورت والون کی اداؤن مین کس قیامت کی کشش رکھی گئی ہی یہ جسے ایک نظر دیکھ لیتے ہین وہ ہر طرف سے ٹوٹکر انھین کا ہو رہتا ہی پھر یارون سے یاری رہتی ہی نہ زن و فرزند کی پاسداری آخر یہ وہی زہیر تو ہین جو مولیٰ علی سے کدورت رکھتے اور رات کو امام سے علیحدہ ٹھہرتے تھے یہ انھین کیا ہوگیا اور کسکی ادا نے مار رکھا جو عزیزون کا ساتھ چھوڑنے عورت کو طلاق دینے پر مجبور

ہوکر بیکسی سے جان دینے اور سینین جھیلکر شہید ہونے کو آمادہ ہو گئے اب یہ قافلہ
اور بڑھا تو ابن اشعث کا بھیجا ہوا آدمی ملا جو حضرت مسلم کی وصیت پر عمل کرنیکی غرض
سے بھیجا گیا تھا اُس سے حضرت مسلم کی شہادت کی خبر معلوم ہونے پر بعض ساتھیون
نے امام کو قسم دی کہ یہین سے پلٹ چلیے مسلم شہید کے عزیزون نے کہا ہم کسی طرح
نہین پلٹ سکتے یا خون ناحق کا بدلہ لین گے یا مسلم مرحوم سے جاملین گے امام نے
فرمایا تمھارے بعد زندگی بیکار ہے - پھر جو لوگ راہ مین ساتھ ہو لئے تھے اُنسے ارشاد
کیا کوفیون نے ہمین چھوڑ دیا اب جسکے جی مین آئے پلٹ جائے ہمین کچھ ناگوار نہ ہوگا
یہ اس غرض سے فرمادیا کہ لوگ یہ سمجھکر ہمراہ ہوئے تھے کہ امام ایسی جگہہ تشریف لئے جاتے ہین
جہان کے لوگ داخل بیعت ہو چکے ہین یہ سُنکر سوا اُن چند بندگان خدا کے جو مکہ معظمہ سے
ہمراہ رکاب سعادت مآب تھے سب اپنی اپنی راہ گئے پھر ایک اور عربی ملے عرض
کی کہ اب تیغ و سنان پر جانا ہی آپ کو قسم ہی کہ واپس جائیے فرمایا جو خدا چاہتا ہے ہو کر
رہتا ہی - اب امام عالیمقام **موضع شراف** سے آگے بڑھے ہین یہ دوپہر کا وقت ہے
یکایک ایک صاحب نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا فرمایا کیا ہی کہا کھجور کے درخت نظر آتے
ہین قبیلہ بنی اسد کے دو شخصون نے کہا اس زمین مین کھجور کبھی نہ تھے فرمایا پھر کیا ہے
عرض کی سوار معلوم ہوتے ہین فرمایا میرا بھی یہی خیال ہی اچھا تو یہان کوئی پناہ کی جگہہ
ہی کہ اُسے ہم اپنی پشت پر لیکر اطمینان کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کر سکین کہا ہان
کوہ ذوحشم اگر حضور اُن سے پہلے اُس تک پہنچ گئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سوار
نظر آئے اور امام سبقت فرماکر پہاڑ کے پاس ہو لئے جب وہ اور قریب آئے تو معلوم ہوا
کہ حُر ہین جو ایک ہزار سوارون پر افسر بناکر امام کو ابن زیاد بدنہاد کے پاس لیجانے کے لئے

بھیجے گئے ہین اس ٹھیک دوپہر مین اصحاب امام کے سامنے اُترے مالک کو شر کے بیٹے نے
حکم دیا کہ انھین اور انکے گھوڑون کو پانی پلاؤ۔ ہمراہیان امام نے پانی پلایا جب ظہر کا
وقت ہوا امام نے موذن کو اذان کا حکم دیا پھر اُن لوگون سے فرمایا تمھاری طرف میرا
آنا اپنی مرضی سے نہ ہوا تم نے خط اور قاصد بھیج بھیجکر بلایا اب اگر اطمینان کا اقرار کرو
تو مین تمھارے شہر کو چلون ورنہ واپس جاؤن کسی نے جواب دیا اور موذن سے کہا
تکبیر کہو امام نے حر سے فرمایا اپنے ساتھیون کو تم نماز پڑھاؤ گے کہا نہین آپ پڑھائین اور ہم
سب مقتدی ہون بعد نماز حر اپنے مقام پر گئے امام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد اُن
لوگون سے ارشاد کیا اگر تم اللہ سے ڈرو اور حق کو اُسکے اہل کے لیے پہچانو تو خدا کی
رضامندی اسی مین ہے کہ ہم اہل بیت ان ظالمون کے مقابلے مین ولی الامر ہونیکے
مستحق ہین۔ باایںہمہ اگر تم ہمین ناپسند کرو اور ہمارا حق نہ پہچانو اور اپنے خطون اور
قاصدون کے خلاف ہمارے بارے مین رائے رکھنا چاہو تو مین واپس جاؤن حر نے
عرض کی واللہ ہم نہین جانتے کیسے خط اور کیسے قاصد امام نے دو خورجیان بھرے ہوئے
خط نکالکر سامنے ڈالدیے حر نے کہا مین خط بھیجنے والو مین نہین مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے
جب آپ کو پاؤن تو کوفہ ابن زیاد کے پاس پہنچاؤن فرمایا تیری موت نزدیک ہے اور
یہ ارادہ دور پھر ہمراہیون کو حکم دیا کہ واپس چلین۔ حر نے روکا فرمایا تیری مان تجھے روئے
کیا چاہتا ہے کہا سُنیے خدا کی قسم آپکے سوا تمام عرب مین کوئی اور یہ بات کہتا تو مین
اُسکی مان کو برابر سے کہتا کسے باشد مگر واللہ آپ کی مان کا نام پاک تو مین ایسے موقع پر
لے ہی نہین سکتا فرمایا آخر مطلب کیا ہے عرض کی ابن زیاد کے پاس حضور کا لیچلنا
فرمایا تو خدا کی قسم مین تیرے ساتھ نہ چلونگا کہا تو خدا کی قسم آپ کو نہ چھوڑونگا جب

بات بڑھی اور حُر نے دیکھا امام یون راضی نہونگے اور کسی گستاخی کی نسبت اُنکے

ایمان نے اجازت نہ دی تو یہ عرض کی کہ مین دن بھر تو حضور کے ساتھ سے علیحدہ

ہو نہین سکتا ہان جب شام ہو تو آپ مجھسے عورتون کی ہمراہی کا عذر فرماکر علیحدہ ٹھہریے

اور رات مین کسی وقت موقع پاکر تشریف لیجائیے مین ابن زیاد کو کچھ لکھ بھیجونگا شاید

اللہ تعالیٰ وہ صورت کرے کہ مین کسی بیجا معاملہ مین مبتلا ہونیکی جرأت نہ کرسکون -

جب **عذیب الہجانات** پہنچے کوفے سے چار شخص آتے ملے حال پوچھا **مُجمّع بن**

عبید اللہ عامری نے عرض کی شہر کے رئیسون کو بھاری رشوتون سے توڑ لیا گیا

اور انکی ہتھیلیون کو روپیون اشرفیون سے بھردیا گیا ہی وہ تو یک زبان حضور کے

مخالف ہو گئے رہے عوام اُنکے دل حضور کی جانب جھکتے ہین اور کل انھین کی

تلوارین حضور پر کھنچین گی فرمایا میرے قاصد قیس کا کیا حال ہی کہا قتل کئے گئے

امام بے اختیار رو پڑے اور فرمایا کوئی اپنی منّت پوری کرچکا اور کوئی انتظار مین ہے

الٰہی ہمین اور انھین جنت مین جمع فرما **طِرِمّاح بن عدی** نے عرض کی آپ کے

ساتھ کتنی کے آدمی ہین اگر حُر کی جماعت ہی آپسے لڑے تو کفایت کرسکتی ہی نہ کہ

وہ جماعت جو چلنے سے ایک دن پہلے مین نے کوفے مین دیکھی تھی جو آپ کی طرف

روانگی کے لئے تیار ہی مین نے اپنی عمر مین اتنی بڑی فوج کبھی نہ دیکھی مین حضور کو

قسم دیتا ہون کہ اگر اُنسے ایک بالشت بھر جدائی پر قدرت ہو تو ایسی قدر کیجیے اور

اگر وہ جگہہ منظور ہو جہان باذن اللہ تعالیٰ آرام و اطمینان سے قیام فرماکر تدبیر فرمایئے

تو میرے ساتھ **کوہ آجار** کی طرف چلیے واللہ اُس پہاڑ کے سبب سے ہم بادشاہان

غسان و حمیر اور نعمن بن المنذر بلکہ عرب و عجم کے سب حملون سے محفوظ رہے حضور

وہان ٹھہر کر آجاؤ سلمے کے رہنے والون کو فرمان تحریر فرمایئے خدا کی قسم دس دن

نہ گزرینگے کہ قوم طے کے سوار پیادے حاضر خدمت ہونگے پھر جبتک مرضی مبارک ہو

ہم مین ٹھہریے اور اگر پیشقدمی کا قصد ہو تو بنی طے سے بیس ہزار جوان حضور کے

ہمراہ کر دینے کا میرا ذمہ ہی جو حضور کے سامنے تلوار چلائمن گے اور جبتک اُنمین

کوئی آنکھ پلک رتی باقی رہیگی حضور تک دشمن نہ پہنچ سکین گے ارشاد ہوا اللہ تمھین

جزائے خیر دے ہمارا اور کوفیون کا کچھ قول ہو گیا ہی جس سے ہم پھر نہین سکتے یہ فرماکر

اُنھین رخصت کیا۔ امام نے راہ مین ایک خواب دیکھا جاگے تو انا للہ وانا الیہ

راجعون والحمد للہ رب العلمین فرماتے اُٹھے **امام زین العابدین** نے عرض

کی ای باپ مین آپ پر قربان کیا بات ملاحظہ فرمائی فرمایا خواب مین ایک سوار دیکھا

کہ کہہ رہا ہی لوگ چلتے ہین اور اُنکی قضا مین اُنکی طرف چل رہی ہین مین سمجھا کہ یہ ہمین

ہمارے قتل کی خبر دیجاتی ہی حضرت عابد نے کہا اللہ آپکو کوئی بُرائی نہ دکھائے کیا ہم

حق پر نہین فرمایا ضرور مین عرض کی جب ہم حق پر جان دیتے اور قربان ہوتے ہین تو

کیا پرواہ ہی فرمایا اللہ تمکو اُن سب جزاؤن سے بہتر جزا دے جو کسی بیٹے کو کسی باپ

کی طرف سے ملے جب نینوے پہنچے ایک سوار کوفے سے آتا ملا اُس نے حُر کو

ابن زیاد کا خط دیا لکھا تھا حسین پر سختی کر جہان اتریں میدان مین اُتریں پانی

سے دُور ٹھہرین یہ قاصد برابر تیرے ساتھ رہیگا یہانتک کہ مجھے خبر دے کہ تو نے

میرے حکم کی کیا تعمیل کی حُر نے خط پڑھکر امام سے گزارش کی کہ مجھے یہ حکم آیا ہے

مین اسکا خلاف نہین کر سکتا کہ یہ قاصد مجھپر جاسوس بناکر بھیجا گیا ہی **زہیر بن القین**

نے عرض کی خدا کی قسم اسکے بعد جو کچھ آئیگا وہ اس سے سخت تر ہوگا اس گروہ کا

ہین آیندہ آنیوالون کے فعال سے آسان ہی ارشاد ہوا ہم ابتدا نہ فرمائین گے
یہ باتین ہو رہی تھین کہ آفتاب غروب ہوگیا اور محرم کی دوسری رات کا چاند اپنی
ہلکی ہلکی روشنی دکھانے لگا دونون لشکر علیحدہ علیحدہ ٹھہرے اب مشرقی کنارون
سے اندھیرا بڑھتا آتا ہی اور بزم فلک کی شمعین روشن ہوتی جاتی ہین فضاے عالم
کے سیاح اور خدا کی آزاد مخلوق پرند چہچہا چہچہا کر خاموش ہو گئے ہین زمانے کی رفتار
بتانیوالی گھڑی اور عمرون کا حساب سمجھانیوالی جنتری اسلامی سن کی تقویم جسے
قدرت کے زبردست ہاتھ نے عمر جون قدیم تک کی حد تک پہنچا دیا ہی کچھ دیر اپنی
دلکش ادائین دکھا کر روپوش ہوگیا تاریکیون کا رنگ اب اور بھی گہرا ہوگیا ہے
نگاہین جو تقریباً دو گھنٹے پہلے دنیا کی وسیع آبادی مین دور کی چیزون کو بہ اطمینان تمام
دیکھتی اور پرکھ سکتی تھین اب تھوڑے فاصلے پر بھی کام دینے مین الجھتی بلکہ ناکام
رہ جاتی ہین اور اگر کچھ نظر بھی آجاتا ہی تو رات کی سیاہ چلمن اُسے صاف معلوم
ہونے سے روکتی ہی وقت کے زیادہ گزرنے اور بول چال کے موقوف ہو جانے
نے سناٹا پیدا کر دیا ہے رات اور بھی بھیانک ہوگئی ہے شب بیدار ستارون کی
آنکھین جھپکی پڑتی ہین سونے والے لنبیان تانے سو رہے ہین نیند کا جادو زمانے
پر چل گیا ہے حُر کے لشکر سے نفیر خواب بلند ہوئی ہی۔ امام جنت مقام جنھون نے
اتنی رات اسی موقع کے انتظار مین جاگ کر گزاری ہی کوچ کی
تیاریان فرما رہے ہین اسباب جو شام سے بندھا رکھا تھا بار کیا گیا اور عورتون بچون
کو سوار کرایا گیا ہی اب یہ مقدس قافلہ اس اندھیری رات مین فقط اس آسرے
پر روانہ ہوگیا ہی کہ رات زیادہ ہی دشمن سوتے رہین گے اور ہم اُنسے صبح ہوتے تک

بہت دور نکل جائین گے باقی رات چلتے اور سواریون کو تیز چلاتے گزری اب تقدیر کی خوبیان دیکھیے کہ مظلومون کو صبح ہوتی ہی تو کہان کربلا کے میدان مین جل جلالہ یہ محرم سنہ ۶۱ہجری کی دوسری تاریخ اور پنجشنبہ کا دن ہے عمرو بن سعد اپنا ناپاک لشکر لیکر امام کے مقابلے پر آگیا ہی اس بدبخت کو ابن زیاد بدنہاد نے کفار دیلم کے جہاد پر مقرر کیا اور فتح کے صلے مین حکومت رے کا فرمان لکھدیا تھا امام مظلوم کی خبر پائی بدنصیب کی نیت بدی پر آئی بلا کر کہا کہ اودھر کا قصد ملتوی رکھ پہلے حسین سے مقابل ہو فارغ ہو کر اودھر جانا کہا مجھے معاف کرو کہا بہتر مگر اس شرط پر کہ ہمارا نوشتہ واپس دے اس نے ایک دن کی مہلت مانگ کر احباب سے مشورہ کیا سب نے ممانعت کی اور اسکے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے کہا اے مامون مین تجھے خدا کی قسم دیتا ہون کہ حسین سے مقابلہ کرکے گناہگار ہو اللہ کی قسم اگر ساری دنیا تیری سلطنت مین ہو تو اُسے چھوڑنا اس سے آسان ہی کہ تو خدا سے حسین کا قاتل ہو کر ملے کہا نہ جاؤنگا مگر ناپاک دل مین تردد رہا رات کو آواز آئی کوئی کہتا ہی ؎

اأترك ملك الري والري رغبة	ام ارجع مذموماً بقتل حسين
وفي قتله النار التي ليس دونها	حجاب وملك الري قرة عين

کیا رے کی حکومت چھوڑدون اور وہ بڑی مرغوب چیز ہی یا قتل حسین کی مذمت گوارا کرون اور اُنکے قتل مین وہ آگ ہی جسکی روک نہین اور رے کی سلطنت آنکھون کی ٹھنڈک ہی۔ آخر قتل امام مظلوم ہی پر رائے قرار پائی بیدین نے الدین منزعة الدنیا کی ٹھرائی فرات کے گھاٹون پر پانسو سوار بھیجکر ساقی کوثر کے بیٹے پر پانی بند

کیا ایک رات امام نے بلا بھیجا دونون لشکرون کے بیچ مین حاضر آیا دیر تک باتین رہین
امام نے سمجھایا کہ اہل باطل کا ساتھ چھوڑ کہا میرا گھر ڈھایا جائیگا فرمایا اُس سے بہتر
بنوا دونگا کہا میری جائداد چھن جائیگی ارشاد ہوا اُس سے اچھی عطا فرما ونگا
تین چار رات یہی باتین رہین جنکا اثر اسقدر رہوا کہ ابن سعد نے ایک صلح آمیز خط
ابن زیاد کو لکھا کہ حسین چاہتے ہین یا تو مجھے واپس جانے دو یا یزید کے پاس لیچلو
یا کسی اسلامی سرحد پر چلا جاؤن اسمین تمھاری مراد حاصل ہی حالانکہ امام نے یزید
پلید کے پاس جانیکو ہرگز نہ فرمایا تھا ابن زیاد نے خط پڑھکر کہا بہتر ہے شمر ذی
الجوشن خبیث بولا کیا یہ باتین مانے لیتا ہے خدا کی قسم اگر حسین بے تیری
اطاعت کئے چلے گئے تو اُنکے لئے عزت و قوت ہو گی اور تیرے واسطے ضعف
و ذلت ۔ یون نہین بلکہ تیرے حکم سے جائین اگر تو سزا دے تو مالک ہی اور اگر معاف
کرے تو تیرا احسان ہی مین نے سُنا ہی کہ حسین اور ابن سعد مین رات رات بھر
باتین ہوتی ہین ابن زیاد نے کہا تیری رائے مناسب ہے تو میرا خط ابن سعد کے
پاس لیجا اگر وہ مان لے تو اُسکی اطاعت کرنا ورنہ تو سردار لشکر ہی اور ابن سعد کا
سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا پھر ابن سعد کو لکھا کہ مین نے تجھے حسین کی طرف
اسلیئے بھیجا تھا کہ تو اونسے دست کش ہو یا امید دلائے اور ڈھیل دے یا اُن کا
سفارشی بنے دیکھ حسین سے میری فرمانبرداری کے لئے کہہ اگر مان لین تو مطیع بنا کر
یہان بھیجدے ورنہ اُنھین اور اُنکے ساتھیون کو قتل کر اگر تو ہمارا حکم مانیگا تو تجھے
فرمانبرداری کا انعام ملیگا ورنہ ہمارا لشکر شمر کے لئے چھوڑ دے جب شمر نے خط لیا
عبد اللہ بن ابی المحل بن حزام اسکے ساتھ تھا اسکی پھوپھی ام البنین بنت

حرام مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی زوجہ اور پسران مولی علی حضرت عباس و عثمن

و عبداللہ و جعفر کی والدہ تھین انشے ابن زیاد سے اپنے ان پھوپھی زاد بھائیون کے

لئے امان مانگی اُس نے لکھدی وہ خط اُس نے ان صاحبون کے پاس بھیجا اُنھون

نے فرمایا ہمین تمھاری امان کی حاجت نہین ابن سمیّہ کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان

بہتر ہی جب شمر نے ابن سعد کو ابن زیاد بدنہاد کا خط دیا اُس نے کہا تیرا برا ہو میرا خیال

ہی کہ تو نے ابن زیاد کو میری تحریر پر عمل کرنے سے پھیر کر کام بگاڑ دیا مجھے صلح ہو جانیکی

پوری امید تھی - حسین ہرگز تو اطاعت قبول کرینگے ہی نہین خدا کی قسم اُنکے باپ کا

دل اُنکے پہلو مین رکھا ہوا ہی - شمر نے کہا اب تو کیا کرنا چاہتا ہی بولا جو ابن زیاد نے

لکھا شمر نے عباس اور اُنکے حقیقی بھائیون کو بلا کر کہا ای بھانجو تمھین امان ہی وہ بولے

اللہ کی لعنت تجھپر اور تیری امان پر ماموں بنکر ہمین امان دیتا ہی اور رسول اللہ کے

بیٹے کو امان نہین - یہ پنجشنبہ کی شام اور محرم ۶۱ھ ہجری کی نوین تاریخ ہی اسوقت

سردار جوانانِ جنت کے مقابلہ مین جہنمی لشکر کو جنبش دیگئی ہی اور وہ مُی شہادت

کا متوالا حیدری کچھار کا شیر خیمۂ اطہر کے سامنے تیغ بکف جلوہ فرما ہی آنکھ لگ گئی ہی

خواب مین اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا ہی کہ اپنے لختِ جگر کے سینہ پر

دست اقدس رکھے فرما رہے ہین اللھم اعط الحسین صبرًا و اجرًا الٰہی حسین

کو صبر و اجر عطا کر اور ارشاد ہوتا ہی کہ اب تم قریب ہمسے ملا چاہتے اور اپنا روزہ ہمارے

پاس آکر افطار کیا چاہتے ہو جوشِ مسرت مین امام کی آنکھ کھل گئی ملاحظہ فرمایا کہ دشمن

حملہ آوری کا قصد کر رہے ہین رجعہ کے خیال اور پسماندون کو وصیت کرنیکی غرض سے

امام نے ایک رات کی مہلت چاہی ابن سعد نے مشورہ لیا عمرو بن حجاج زبیدی نے

کہا اگر دیلم کے کافر بھی تم سے ایک رات کی مہلت مانگتے تو دینی چاہیے تھی غرض مہلت

دیگئی یہان یہ کارروائی ہوئی کہ سب خیمے ایک دوسرے سے قریب کردئے گئے طنابون

مین طنابین ملادین خیمون کے پیچھے خندق کھود کر نرکل وغیرہ خشک لکڑیون سے

بھر دی اب مسلمان ان کامون سے فارغ ہو کر امام کی خدمت مین حاضر ہوے ہین اور

امام اپنے اہل اور ساتھیون سے فرمارہے ہین صبح ہمین دشمنون سے ملنا ہی ہین نے

بخوشی تمام تم سب کو اجازت دی ابھی رات باقی ہے جہان جگہ پاؤ چلے جاؤ اور ایک

ایک شخص میرے اہل بیت سے ایک ایک کو ساتھ لیجاؤ اللہ تم سب کو جزائے خیر دے

دیہات و بلاد مین متفرق ہو جاؤ یہان تک کہ اللہ بلا ٹالے دشمن جب مجھے پائینگے

تمہارا پیچھا نہ کرینگے یہ سنکر امام کے بھائیون صاحبزادون بھتیجون اور عبد اللہ ابن

جعفر کے بیٹون نے عرض کی یہ ہم کسلیئے کرین اسلئے کہ آپکے بعد زندہ رہین اللہ ہمین

وہ منحوس دن نہ دکھائے کہ آپ ہون اور ہم باقی ہون مسلم شہید کے بھائیون سے

فرمایا گیا تمھین مسلم ہی کا قتل ہونا کافی ہے مین اجازت دیتا ہون تم چلے جاؤ عرض

کی اور ہم لوگون سے جاکر کیا کہین یہ کہین کہ اپنے سردار اپنے آقا اپنے سب سے بہتر بھائی

کو دشمنون کے نرغے مین چھوڑ آئے نہ انکے ساتھ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ مارا نہ تلوار چلائی

اور ہمین خبر نہین کہ ہمارے چلے آنیکے بعد اُنپر کیا گزری خدا کی قسم ہم ہرگز ایسا نہ کرین گے

بلکہ اپنی جانین اپنے بال بچے تمہارے قدمون پر فدا کردین گے تمپر قربان ہو کر مرجائینگے

اللہ اُس زندگی کا برا کرے جو تمہارے بعد ہو

خوشا حالی کہ گردم گرد کویت	رخے پر خون گریبان پارہ پارہ

مسلم بن عوسجہ اسدی نے عرض کی کیا ہم حضور کو چھوڑ کر چلے جائین اور ابھی ہمنے

حضور کا کوئی حق ادا کرکے اللہ کے سامنے معذرت کی جگہ نہ پیدا کی خدا کی قسم مین تو
آپکا ساتھ نہ چھوڑونگا یہانتک کہ اپنا نیزہ دشمنون کے سینے مین توڑ دون اور جبتک
تلوار میرے ہاتھ مین رہے وار کیئے جاؤن خدا گواہ ہی اگر میرے پاس ہتھیار بھی نہ ہوتے
تو مین پتھر مارتا یہانتک کہ آپکے ساتھ مارا جاتا اسیطرح اور ساتھیون نے بھی گزارش
کی اللہ عزوجل اُن سب کو جزائے خیر دے اور جنات الفردوس مین امام عالیمقام کا
ساتھ اور اُنکے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سایہ عطا فرمائے اور دنیا و آخرت و قبر و
حشر مین ہمین اُنکے برکات سے بہرہ مندی بخشے آمین آمین یا ارحم الراحمین۔ اسی رات
مین امام نے کچھ ایسے شعر پڑھے جنکا مضمون حسرت و بیکسی کی تصویر آنکھون کے
سامنے کھینچدے زمانہ صبح و شام خدا جانے کتنے دوستون اور عزیزون کو قتل کرتا
ہی اور جسے قتل کرنا چاہتا ہی اُسکے بدلے مین دوسرے پر راضی نہین ہوتا ہونیوالے
واقعے کی خبر دینے والی دلخراش آواز حضرت زینب کے کان مین پہنچی صبر ہو سکا
بیتاب ہو کر چلاتی ہوئی دوڑین۔ کاش اس دن سے پہلے مجھے موت آگئی ہوتی آج
میری مان فاطمہ کا انتقال ہوتا ہی آج میرے باپ علی دنیا سے گزرتے مین آج میرے
بھائی حسن کا جنازہ نکلتا ہی ای حسین اے گزرے ہوؤنکی نشانی اور پسماندونکی جائے پناہ
پھر غش کھا کر گر پڑین اللہ اکبر آج مالک کوثر کے گھر مین اتنا پانی بھی نہین کہ بیہوش
بہن کے موہنہ پر چھڑکا جائے جب ہوش آیا تو فرمایا ای بہن اللہ سے ڈرو اور صبر کرو
جان لو سب زمین والون کو مرنا اور سب آسمان والون کو گزرنا ہی اللہ کے سوا سب
کو فنا ہی میرے باپ میری مان میرے بھائی مجھسے بہتر تھے ہر مسلمان کو رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ چلنی چاہیئے

اب قیامت قائم ہوتی ہے

بہارون پر ہین آج آرائشین گلزار جنت کی — سواری آنیوالی ہی شہیدانِ محبت کی

کھلے ہین گل بہارون پر ہی پھلواری جراحت کی — فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہی جنت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہین امت کی — کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ مصیبت کی

شہیدِ ناز کی تفریح زخمون سے نہ کیونکر ہو — ہوا مین آتی ہین ان کھڑکیون سے باغ جنت کی

کرم والون نے در کھولا تو رحمت کا سمان باندھا — کمر باندھی تو قسمت کھولدی فضلِ شہادت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے — زمین سے آسمان تک دھوم ہی انکی سیادت کی

زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینون کا — جمی ہی انجمن روشن ہین شمعین نور و طلعت کی

یہ وہ شمعین نہین جو پھونکدین اپنے فدائی کو — یہ وہ شمعین نہین رو کر جو کاٹین رات آفت کی

یہ وہ شمعین ہین جنسے جان تازہ پائین پروانے — یہ وہ شمعین ہین جو ہنسکر گزارین شب مصیبت کی

یہ وہ شمعین نہین جنسے فقط اک گھر منور ہو — یہ وہ شمعین ہین جنسے روح ہو کافور ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر — کہ بزمِ گلرخان مین ہے بلا مین کسکی صورت کی

جدا ہوتی ہین جانین جسم سے جانان سے ملتے ہین — ہوئی ہی کربلا مین گرم مجلس وصل و فرقت کی

اسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھون کی نگاہین ہین — اسی عالم کو آنکھین تک رہی ہین ساری خلقت کی

ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ یتیمان سے — بجائے فرش آنکھین بچھ گئین اہلِ بصیرت کی

ہوائے یار نے پنکھے بنائے پر فرشتون کے — سبیلین رکھی ہین دیدار نے خود اپنی شربت کی

اُدھر افلاک سے لائی فرشتے ہار رحمت کے — ادھر ساغر لیئے حورین چلی آتی ہین جنت کی

سجے ہین زخم کے پھولون سے وہ رنگین گلدستے — بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے روح جنت کی

ہوا مین گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہین
نرالی عطر مین ڈوبی ہوئی ہی روحِ نکہت کی

دلِ پرسوز کے سلگے اگر سوز ایسی کثرت سے
کہ پہنچی عرشِ طیبہ تک لپٹ سوزِ محبت کی

اُدھر چلمن اُٹھی حسنِ ازل کے پاک جلوون سے
ادھر چمکی تجلی بدرِ تابانِ رسالت کی

زمینِ کربلا پر آج ایسا حشر برپا ہے
کہ کھنچ کھنچکر مٹی جاتی ہین تصویرین قیامت کی

گھٹا مین مصطفے کے چاند پر گھر گھر کر آئی ہین
سیہ کارانِ اُمت تیرہ بختانِ شقاوت کی

یہ کسکے خون کے پیاسے ہین اُسکے خون کے پیاسے
بجھیگی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی

کیلیے پر ہزارونکے ہزارون وار چلتے ہین
شہادی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

مگر شیرِ خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی

کہا یہ بوسہ دیکر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
بہادر آج سے کھائینگے قسمین اس شجاعت کی

تصدق ہو گئی جانِ شجاعت تیغ تیور کے
فدا شیرانہ حملونکی ادا پر روحِ جرأت کی

نہ ہوتے گر حسین ابن علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہرِ جنت کی

مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی اُنکو کٹوانا
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی رہے ویت کے شربت کی

شہیدِ ناز رکھدیتا ہے گردن آبِ خنجر پر
جو موجین باڑھ پر آجاتی ہین دریائے الفت کی

یہ وقتِ زخم نکلا خون اُچھلکر جسمِ اطہر سے
کہ روشن ہو گئی مشعل شبستانِ محبت کی

سرِ بے تن تن آسانی کو شہرِ طیبہ مین پہنچا
تنِ بے سر کو سرداری ملی ملکِ شہادت کی

حسن سنّی ہی پھر افراط و تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہی روشِ اربابِ سنت کی

روزِ عاشورا کی صبح جانگزا آتی اور جمعے کی سحر محشر زا مونھ دکھاتی ہی امام عرش مقام خیمۂ اطہر سے برآمد ہو کر اپنے بہتر [۷۲] ساتھیون بتیس [۳۲] سوارون چالیس [۴۰] پیادون کا لشکر ترتیب

دے رہے ہیں دہنے بازو پر زہیر بن قین بائین پر حبیب بن مظہر سردار بنائے
گئے اور نشان برداری پر حضرت عباس مقرر فرمائے گئے ہین اور حکم دیا گیا ہے کہ خندق
کی لکڑیون مین آگ دیدیجائے کہ دشمن اُدھر سے راہ نہ پائین اس انتظام کے بعد امام جنت
مقام تہیۂ شہادت کے واسطے پاکی لینے تشریف لیگئے عبد الرحمن بن عبدربہ
یزید بن حصین ہمدانی خیمے کے دروازے پر منتظر ہین کہ بعد فراغ امام خود بھی یہ سنت
ادا کرین ابن حصین نے عبد الرحمن سے کچھ ہنسی کی بات کہی وہ بولے یہ ہنسی کا کیا موقع
ہے کہا خدا گواہ ہے میری قوم بھر کو معلوم ہے کہ جوانی مین بھی کبھی میری ہنسی کی عادت نہ تھی
اسوقت مین اُس چیز کے سبب سے خوش ہو رہا ہون جو ابھی ملا چاہتی ہے تم اس لشکر کو
دیکھتے ہو جو ہمارے مقابلہ کے لئے تُلا کھڑا ہے خدا کی قسم ہم مین اور حورون کی ملاقات
مین اتنی ہی دیر باقی ہے کہ یہ تلوارین لیکر ہمپر جھک پڑے امام جنت مقام باہر تشریف
لائے اور ناقہ پر سوار ہوکر اتمام حجت کے لئے لشکر اشقیا کی طرف تشریف لیگئے قریب
پہنچکر فرمایا لوگو میری بات سُنو اور جلدی نہ کرو اگر تم انصاف کرو تو سعادت پاؤ ورنہ
اپنے ساتھیون کو جمع کرو اور جو کرنا ہے کر گزرو مین مہلت نہین چاہتا میرا اللہ جس نے
قرآن اُتارا اور جو نیکون کو دوست رکھتا ہے میرا کارساز ہے امام کی یہ آواز اُنکی بہنون
کے کان تک پہنچی بے اختیار ہوکر رونے لگین امام نے حضرت عباس اور امام زین العابدین
کو خاموش کرنے کے لئے بھیجکر فرمایا خدا کی قسم اُنھین بہت رونا ہے پھر اشقیا کی طرف
متوجہ ہوکر فرمانے لگے ذرا میرا نسب تو بیان کرو اور سوچو تو مین کون ہون اپنے
گریبان مین مونھ ڈالو کیا میرا قتل تمھین روا ہو سکتا ہے کیا میری بے حرمتی تمکو حلال
ہو سکتی ہے کیا مین تمھارے نبی کا نواسا نہین کیا تم نے نہ سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ

علیہ وسلم نے مجھے اور میرے بھائی کو فرمایا تم دونون جوانان اہل جنت کے سردار ہو کیا
اتنی بات تمھین میری خونریزی سے روکنے کو کافی نہین شمر مردک نے کہا ہم نہین جانتے
تم کیا کہہ رہے ہو حبیب بن مظہر نے فرمایا اللہ عزوجل نے تیرے دلپر مہر کردی تو کچھ
نہین جانتا پھر امام مظلوم نے فرمایا خدا کی قسم میرے سوا روئے زمین پر کسی نبی کا کوئی
نواسا باقی نہین بتاؤ تو مین نے تمھارا کوئی آدمی مارا یا مال لوٹا یا کسی کو زخمی کیا آخر مجھسے
کس بات کا بدلہ چاہتے ہو کوئی جوابدہ نہ ہوا تو نام لیکر فرمایا ای شیث بن ربعی ای حجار بن الجبر
ای قیس بن اشعث ای زید بن الحارث کیا تم نے مجھے خطوط نہ لکھے وہ خبیث صاف
مکر گئے فرمایا ضرور لکھے پھر ارشاد ہوا ای لوگو اگر تم مجھے ناپسند رکھتے ہو تو واپس جانے دو
اسپر بھی کوئی رضی نہ ہوا پھر فرمایا مین اپنے اور تمھارے رب کی پناہ مانگتا ہون اس
امر سے کہ مجھے سنگسار کرو اور پناہ مانگتا ہون اُس مغرور سے جو قیامت کے دن پر
ایمان نہ لائے یہ فرما کر ناقہ شریف سے اتر آئے زہیر بن قین ہتھیار لگائے گھوڑے پہ
سوار آگے بڑھے اور کہنے لگے ای اہل کوفہ عذاب الٰہی جلد آتا ہی مسلمان کا مسلمان پر
حق ہی کہ نصیحت کرے ہم تم ابھی دینی بھائی ہین جب تلوار اٹھیگی تم الگ گروہ ہوگے
ہم الگ ۔ ہمین تمھین اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اولاد کے بارے
مین آزمایا ہی کہ ہم تم اُنکے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہین مین تمھین امام حسین کی مدد کے لئے بلاتا
اور سرکش ابن سرکش ابن زیاد کی اطاعت سے روکنا چاہتا ہون تم اُس سے ظلم وستم
کے سوا کچھ نہ دیکھوگے کوفیون نے کہا جبتک تمھین اور تمھارے سردار کو قتل نہ کرلین
یا مطیع بناکر ابن زیاد کے پاس نہ بھیجدین ہم یہان سے نہ ٹلین گے زہیر نے فرمایا
خدا کی قسم فاطمہ کے بیٹے سمیہ کے بیٹے سے زیادہ مستحق محبت و نصرت ہین اگر تم اُنکی مدد

نہ کرو تو اسکے قتل کے کبھی درپے نہ ہوا پسر شمر مردود نے ایک تیر مار کر کہا چپ بہت
دیر سے تو نے ہمارا سر کھایا ہی زہیر نے فرمایا او ایڑیون پر موتنے والے گنوار کے بچے
مین تجھسے بات نہین کرتا تو نرا جانور ہی میرے خیال مین تجھے قرآن کی دو آیتین بھی
نہین آتین تجھے قیامت کے دن دردناک عذاب اور رسوائی کا مژدہ ہو۔ شمر بولا
کوئی گھڑی جاتی ہی کہ تو اور تیرا سردار قتل کیا جاتا ہی فرمایا کیا مجھے موت سے ڈراتا ہی۔ خدا کی
قسم اُنکے قدمون پر مرنا تم لوگون کے ساتھ ہمیشہ جینے سے پسند ہی پھر بلند آواز سے
کہنے لگے ای لوگو تمکو یہ بے ادب اُجڈ فریب دیتا اور دین حق سے بیخبر کرنا چاہتا ہے جو
لوگ اہل بیت یا اُنکے ساتھیون کو قتل کرین گے خدا کی قسم محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کی شفاعت اُنھین نہ پہنچے گی امام عالیمقام نے واپس بلایا۔ اب شقی ابن سعد نے
اپنے ناپاک لشکر کو امام مظلوم کی طرف حرکت دی حُر نے کہا تجھے اللہ کی مار کیا تو اُنسے
لڑیگا کہا ہان لڑونگا اور ایسی لڑائی لڑونگا جسکا ادنی درجہ سرون کا اوڑنا اور ہاتونکا
گرنا ہی کہا وہ تین باتین جو اُنھون نے پیش کی تھین تجھے منظور نہین کہا میرا اختیار
ہوتا تو مان لیتا حُر مجبورانہ لشکر کے ساتھ امام کی طرف بڑھے مگر یون کہ بدن کانپ
رہا ہی اور پہلو مین دل کے پھڑکنے کی آواز بغل والے سُن رہے ہین یہ حالت دیکھکر
اُنکے ایک ہمقوم نے کہا تمھارا یہ کام شبہہ مین ڈالتا ہی مین نے کسی لڑائی مین
تمھاری یہ کیفیت نہ دیکھی مجھسے اگر کوئی پوچھتا ہی کہ تمام اہل کوفہ مین بہادر کون ہی
تو مین تمھارا ہی نام لیتا بولے مین سوچتا ہون کہ ایک طرف جنت کے خوشرنگ پھول
کھلے ہین اور ایک جانب جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے بلند ہو رہے ہین۔ اور مین اگر
پرزے پرزے کرکے جلا دیا جاؤن تو جنت چھوڑنا گوارا نہ کرونگا یہ کہکر گھوڑے کو

ایزدی اور امام عالی مقام کی خدمت مین حاضر ہو گئے پھر عرض کی اللہ مجھے حضور پر
قربان کرے مین حضور کا وہی ساتھی ہون جس نے حضور کو واپس جانے سے روکا جس
نے حضور کو حراست مین لیا خدا کی قسم مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یہ بدبخت لوگ حضور کا ارشاد
قبول نہ کرینگے اور یہانتک نوبت پہنچا مین گے مین اپنے جی مین کہتا تھا خیر بعض باتین
اُنکی کہی کر لون کہ وہ یہ نہ سمجھین کہ یہ ہماری اطاعت سے نکل گیا اور انجام کار تو وہ حضور کا
ارشاد کچھ نہ کچھ مان ہی لین گے اور خدا کی قسم مجھے یہ گمان ہو کہ یہ کچھ نہ مانین گے تو مجھ سے
اتنا بھی ہرگز واقع نہ ہو اب مین تائب ہو کر حاضر آیا ہون اور اپنی جان حضور پر قربان کرنی
چاہتا ہون کیا میری توبہ حضور کے نزدیک مقبول ہو جائیگی فرمایا ہان اللہ عزوجل توبہ
قبول کرنیوالا اور گناہ بخشدینے والا ہے۔ حر یہ مژدہ سنکر اپنی قوم کی طرف پلٹے اور فرمانے
لگے کیا وہ باتین جو امام نے پیش کی تھین تمھین منظور نہین ابن سعد نے کہا اُنکا ماننا
میری قدرت سے باہر ہے فرمایا اے کوفیو تمھاری مائین بے اولادی ہون تمھاری ماؤن کو
تمھارا رونا نصیب ہو کیا تمنے امام کو دشمنون کے ہاتھ مین دیدینے کے لئے بلایا تھا کیا تمنے
وعدہ نہ کیا تھا کہ اپنی جانین اُنپر نثار کروگے اور اب تمھین اُنکے قتل پر آمادہ ہو یہ بھی منظور نہین
کہ وہ اللہ کے کسی شہر مین چلے جائین جہان وہ اور اُنکے بال بچے امان پائین تم نے
اُنھین قیدی بے دست و پا بنا رکھا ہے فرات کا بہتا پانی جسے خدا کے دشمن پی رہے
ہین اور گاؤن کے کتے سور جسمین لوٹ رہے ہین حسین اور اُنکے بچون پر بند کیا گیا ہے
پیاس کی تکلیف نے اُنھین زمین سے لگا دیا ہے تمنے کیا برا معاملہ کیا ذریت محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ اگر تم توبہ نہ کرو اور اپنی حرکتون سے باز نہ آؤ تو اللہ تمھین قیامت کے
دن پیاسا رکھے۔ اسکے جواب مین اُن خبیثون نے حضرت حر پر تیر پھینکنے شروع کئے

یہ واپس ہوا امام کے آگے کھڑے ہو گئے لشکر اشقیا سے زیاد کا غلام یسار اور ابن زیاد
کا غلام سالم میدان مین آئے اور اپنے مقابلے کے لئے مبارز طلب کرنے لگے حضرت
عبداللہ بن عمیر کلبی سامنے آئے دونون بولے ہم تمھین نہین جانتے زہیر بن قین
یا حبیب بن مطہر یا بریر بن خضیر کو ہمارے مقابلے کے لئے بھیجو۔ حضرت عبداللہ نے
یسار سے فرمایا او بدکار عورت کے بچے تو مجھسے نہ لڑے گا تیری لڑائی کے لئے بڑے
بڑے چاہئین یہ فرما کر ایک ہاتھ مارا وہ قتل ہوا سالم نے آپ پر وار کیا بائین ہاتھ سے
روکا انگلیان اڑ گئین دہنے سے وار کیا وہ بھی مارا گیا یہ عبداللہ کوفے سے امام کی
خدمت مین حاضر ہوئے تھے اور انکی بی بی ام وہب انکے ساتھ تھین وہ خیمے کی
چوب لیکر جہاد کے لئے چلین اور اپنے شوہر سے کہا میرے مان باپ تیرے قربان
قتال کر ان ستھرے پاکیزہ نبی زادون کے لئے کہا تم عورتون مین جاؤ۔ نہ مانا اور کہا
تمھارے ساتھ مرونگی آخر حضرت امام نے آواز دی کہ ای بی بی اللہ تجھپر رحمت کرے
پلٹ آ کہ جہاد عورتون پر فرض نہین۔ واپس آئین پھر ابن سعد کے میمنہ سے عمرو بن الحجاج
اپنے سوار لیکر آگے بڑھا امام کے ساتھیون نے گھٹنون کے بل جھک کر نیزے سامنے
کئے گھوڑے نیزونکی سنانون پر نہ بڑھ سکے پیچھے پلٹے تو ادھر سے تیر چلائے گئے وہ کتنے
ہی زخمی ہوئے کتنے ہی مارے گئے۔ ایک مرد کہ ابن حوزہ نے پوچھا کیا تم مین حسین
ہین کسی نے جواب نہ دیا تین بار پوچھا لوگون نے کہا تیرا کیا کام ہے بولا ای حسین تمھین
آگ کی بشارت ہو فرمایا تو جھوٹا ہے مین اپنے مہربان رب کے پاس جاؤنگا پھر اسکا
نام پوچھا کہا ابن حوزہ دعا فرمائی اللھم حزہ الی النار الہی اسے آگ کی طرف سمیٹ
یہ سنکر وہ مردود غضبناک ہوا حضور کی طرف گھوڑا چمکایا قدرت خدا کہ گھوڑا ابھر کا

اور یہ پھسلا ایک پاؤن رکاب مین اُلجھکر رہ گیا اب گھوڑا اُڑا چلا جاتا ہی یہانتک کہ
اُس مردود کی ران اور پنڈلی ٹوٹی سر پتھرون سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا آخر
اسی حال مین واصل جہنم ہوا مسروق بن وائل حضرمی امام مظلوم کے سر مبارک
لینے کی تمنا مین آیا تھا ابن حوزہ مردود کا یہ حال دیکھکر کہنے لگا خدا کی قسم مین تو اہلبیت
سے کبھی نہ لڑونگا پھر یزید بن معقل حضرت بریر سے کہنے لگا خدا نے تمھارے ساتھ
کیا کیا فرمایا اچھا کیا - کہا تمنے جھوٹ کہا اور مین تمکو آج سے پہلے جھوٹا نہ جانتا تھا مین
گواہی دیتا ہون کہ تم گمراہ ہو فرمایا تو آؤ ہم تم مباہلہ کر لین کہ اللہ جھوٹے پر لعنت کرے اور
جھوٹا سچے کے ہاتھ سے قتل ہو وہ راضی ہو گیا مباہلہ کے بعد ابن معقل نے تلوار چھوڑی
خالی گئی حضرت بریر نے وار کیا خود کاٹتا ہوا بھیجا چاٹ گیا یہ دیکھکر رضی بن منقذ
عبدی دوڑا اور حضرت بریر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی حضرت بریر نے دے مارا
اور اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے پیچھے سے کعب بن جابر اَزدی نے نیزہ مارا کہ پشت
مبارک مین غائب ہو گیا نیزہ کھا کر رضی کے سینے سے اُترے اور اُس مردک کی ناک
دانتون سے کاٹ لی کعب نے تلوار ماری کہ شہید ہوئے جب کعب پلٹا اُسکی عورت نے
کہا مین تجھسے کبھی بات نکرونگی تو نے فاطمہ کے بیٹے کے ہوتے دشمن کو مدد دی اور
عالمون کے سردار بریر کو شہید کیا پھر امام کی جانب سے عمر بن قرظہ انصاری نکلے اور
سخت لڑائی کے بعد شہید ہوئے حضرت حُر نے قتال شدید کیا یزید بن سفیان
انکے سامنے آیا انھون نے اُسے قتل فرمایا نافع بن ہلال مرادی میدان مین آئے
مزاحم بن حریث انکا مزاحم ہوا مرادی بامراد نے اُس نامرد نامراد کو قتل کیا یہ حالت
دیکھکر عمرو بن الحجاج چلایا ای لوگو تم جانتے ہو کن سے لڑ رہے ہو تمھارے سامنے وہ

بہادر ہین جنہین مرنیکا شوق ہی ایک ایک اُنسے میدان نہ کرو وہ بہت کم ہین خدا کی قسم
تم سب ملکر پتھر مارو گے تو قتل کرلو گے ابن سعد نے یہ رائے پسند کرکے لوگون کو
تنہا میدان کرنے سے روکدیا پھر عمرو بن الحجاج نے فطرات کی طرف سے حملہ کیا اس
حملے مین مسلم بن عوسجہ اسدی نے شہادت پائی عمرو پلٹ گیا اُنمین ابھی رمق باقی
تھی حبیب بن مظہر نے کہا تمھین جنت کا مژدہ ہو تمھارا گرنا مجھپر سخت شاق ہوا مین
بھی عنقریب تم سے ملا چاہتا ہون مجھے کوئی وصیت کرو کہ اُسپر عمل کرون مسلم نے
حضرت امام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان پر قربان ہوجانا حبیب نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر
خبیث ابن سعد نے پانچسو تیر انداز ابن نمیر کے ساتھ جماعت امام پر بھیجے اب تین دنکے
پیاسون پر تیرونکا مینھ برسنا شروع ہوگیا امام کے ساتھی گھوڑون سے اُترکر پیادہ ہولیے
اور یہ پیادہ ہونا اس مصلحت سے تھا کہ اس ناگہانی بلا سے کہ ایک ساتھ پانچسو تیر چلیکون
سے نکل رہا ہی گھبرا کر پاؤن نہ اُکھڑ جائین مارنا مرنا جو کچھ ہونا ہی یہیں ہوجائے امام کو
چھوڑکر بھاگنے اور پیٹھ دکھانیکی راہ نہ رہے۔ حضرت حُر سخت لڑائی لڑے یہانتک کہ
دوپہر ہوگیا اُن پانچسو نے انکے تیس ساتھیون پر کچھ قدرت نہ پائی جب شقی ابن سعد
نے یہ حال دیکھا کہ سامنے سے جانیکی طاقت نہین اُس میدان کے دہنے بائین کچھ
مکان واقع تھے اُنمین لوگ بھیجے کہ جماعت امام پر دہنے بائین سے بھی حملہ ہوسکے امام
مظلوم کے تین چار ساتھی پہلے سے بیٹھ رہے جو کود امار لیا ابن سعد نے جلکر کہا کہ مکانات
مین آگ لگا دیجائے امام نے فرمایا جلا لینے دو جب آگ لگجائیگی تو اُدھر سے حملے کا
اندیشہ نہ رہیگا شمر مردود حملہ کرکے خیمۂ اطہر کے قریب پہنچا اور جنت والونکا خیمہ پھونکنے
کو جہنمی نے آگ مانگی اُسکے ساتھی حمید بن مسلم نے کہا کہ خیمے کو آگ دیکر عورتون بچون کو

قتل کرنا ہرگز مناسب نہین اُس دوزخی نے نہ مانا شیث بن ربعی کوفی نے کہ اُس
ناپاک لشکر کے سردارون مین تھا اُس ناری کو آگ لگانے سے باز رکھا اس عرصے مین
حضرت زہیر بن قین دس صاحبون کے ساتھ شمر مردود کے لشکر پر ایسی سختی سے
حملہ آور ہوئے کہ اُن بدبختون کو بھاگتے اور پیٹھ دکھاتے ہی بن پڑی اس حملے مین
ابوعزہ مارا گیا دشمنون نے جمع ہو کر ان گیارہ پر پھر ہجوم کیا اُنمین سے جتنے مارے جاتے
کثرت کی وجہ سے معلوم بھی نہ ہوتے اور اِنمین کا ایک بھی شہید ہوتا تو سب ظاہر ہوجاتا
اسی عرصہ مین نماز ظہر کا وقت آگیا حضرت ابو ثمامہ صائدی نے امام سے عرض
کی میری جان حضور پر قربان مین دیکھتا ہون کہ اب دشمن پاس آگئے خدا کی قسم
جبتک مین اپنی جان حضور پر نثار نہ کرلون حضور شہید نہ ہونگے مگر آرزو یہ ہے کہ ظہر پڑھکر
اللہ تعالیٰ سے ملون امام نے فرمایا ہان یہ اول وقت ہے انسے کہو اسقدر مہلت دین
کہ ہم نماز پڑھ لین امام کی کرامت کہ یہ بات اُن بیدینون نے قبول کرلی ابن نمیر مردک
نے کہا یہ نماز قبول نہ ہوگی حضرت حبیب بن مظہر نے فرمایا آل رسول کی نماز قبول
نہ ہوگی اور اے گدھے تیری قبول ہوگی اُس نے اُنپر وار کیا اُنھون نے خالی دیکر
تلوار ماری گھوڑے پر پڑی گھوڑا گرا اور اُسکے ساتھ وہ مردود بھی زمین پر آیا اُسکے
ہمراہی جلدی کرکے اُسے اُٹھا لیگئے پھر اُنھون نے قتال شدید کیا بنی تمیم سے بدیل
بن صریم کو قتل فرمایا دوسرے تمیمی نے انکے نیزہ مارا اُٹھنا چاہتے تھے کہ ابن نمیر خبیث
نے تلوار چھوڑی شہید ہوگئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُنکی شہادت کا امام کو سخت صدمہ
ہوا اب حضرت حُر اور زہیر بن قین نے یہ شروع کیا کہ ایک اُن خبیثون پر حملہ فرماتے
جب وہ اُس ہر بونگ مین گھر جاتے دوسرے لڑ بھڑ کر چھڑا لاتے جب یہ گھر کر غائب

ہو جاتے وہ پہلے حملہ کرتے اور بچا لاتے دیر تک یہی حالت رہی پھر پیادون کا لشکر حضرت

حُرؔ پر ٹوٹ پڑا اور اُنھین شہید کیا روضۃ الشہداء مین ہے جب حُرؔ زخمی ہو کر گرے امام کو

آواز دی حضرت بیقرار ہو کر تشریف لیگئے اور سخت جنگ فرما کر اُٹھا لائے زمین پر

لٹا دیا اور اُنکا سر اپنے زانو پر رکھکر پیشانی اور رخسارون کی گرد دامن سے پوچھنے

لگے حُرؔ نے آنکھ کھولدی اور اپنا سر امام کے زانو پر پا کر مسکرائے اور عرض کی۔ حضور

اب تو مجھسے خوش ہوئے فرمایا ہم راضی ہین اللہ بھی تم سے راضی ہو۔ حُرؔ نے یہ مژدہ جانفزا

سُنکر امام پر نقد جان نثار کیا اور بہشت برین کی راہ لی ؎

تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے	آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے
تری زانو ہی کے تکیے پہ مجھکو نیند آنی ہے	سلائے قصہ خوان فرقت کی شب یہ کہانی ہے

حُرؔ کی شہادت کے بعد سخت لڑائی شروع ہوئی دشمن کٹتے جاتے اور آگے بڑھتے جاتے

کثرت کی وجہ سے کچھ خیال مین نہ لاتے یہانتک کہ امام کے قریب پہنچ گئے اور تشنہ

کامون پر تیرونکا مینھ برسانا شروع کر دیا یہ حالت دیکھکر حضرت حنفی نے امام کو اپنی پیٹھ کے

پیچھے لیلیا اور اپنے چہرے اور سینے کو امام کی سپر بنا کر کھڑے ہو گئے دشمن کیطرف سے

تیر پر تیر آ رہے ہین اور یہ کامل اطمینان اور پوری خوشی کے ساتھ زخم پر زخم کھا رہے

ہین۔ اسوقت اِس شراب محبت کے متوالے نے اپنے معشوق اپنے دلربا حسین کو

پیٹھ کے پیچھے لیکر جنگ احد کا سمان یاد دلا دیا ہے وہان بھی ایک عاشق جانباز مسلمانون

کی لڑائی بگڑ جانے پر سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دشمنون کے حملون کی

سپر بنکر آ کھڑا ہوا تھا یہ حضرت سعد بن ابی وقاص تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور انھین

کے پیچھے قیام فرما تھے اور دشمنون کے دفع کرنیکو ترکش سے تیر عطا فرماتے جاتے اور

ہر تیر پر ارشاد ہوتا ارم سعد بابی انت و امی تیر مار ای سعد تجھ پر میرے ماں باپ قربان
اللہ کی شان جنگ احد میں حضرت سعد کی جان نثاری کی وہ کیفیت کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سپر بنگئے اور دشمنوں کو قریب آنے دیا اور واقعہ کربلا میں
ابن سعد کی زیانکاری کی یہ حالت کہ دشمنوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے بیٹے کے مقابلے پر لایا ہی بزرگوار باپ کے تیر اسلام کے دشمنوں پر چل رہے تھے
ناہنجار بیٹے کے تیر مسلمانوں کے سردار پر چھوٹ رہے ہیں ع ببین تفاوت رہ از
کجاست تا بکجا۔ غرض حضرت حنفی نے امام کے سامنے یہانتک تیر کھائے کہ شہید ہوکر
گر پڑے رحمۃ اللہ علیہ حضرت زہیر بن قین نے اس طوفان بے تمیزی کے
روکنے میں جان توڑ کوشش کی اور سخت لڑائی لڑکر شہید ہو گئے حضرت نافع بن
ہلال نے تیروں پر اپنا نام کندہ کراکر زہر میں بجھایا تھا اُنسے بارہ[۱۲] شقی قتل کئے اور
بیشمار زخمی کر ڈالے دشمن اُنپر بھی ہجوم کر آئے دونوں بازوؤں کے ٹوٹ جانیکے سبب سے
مجبور ہو کر گرفتار ہو گئے شمر خبیث انھیں ابن سعد کے پاس لیگیا ہلال کے چاند کا
چہرہ خون سے بھرا تھا اور وہ بپھرا ہوا شیر کہہ رہا تھا میں نے تم میں کے بارہ[۱۲] گرائے اور
بے گنتی گھائل کئے اگر میرے ہاتھ نہ ٹوٹتے تو میں گرفتار نہ ہوتا شمر نے انکے قتل پر تلوار
کھینچی فرمایا تو مسلمان ہوتا تو خدا کی قسم ہمارا خون کر کے خدا سے ملنا پسند نہ کرتا اُس
خدا کے لئے تعریف ہی جس نے ہماری موت بدتران خلق کے ہاتھ پر رکھی شمر نے شہید
کر دیا پھر باقی مسلمانوں پر حملہ آور ہوا امام کے ساتھیوں نے دیکھا کہ اب ہمیں امام کی
حفاظت کرنیکی طاقت نہ رہی شہید ہونے میں جلدی کرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو
کہ ہمارے جیتے جی امام عرش مقام کو کوئی صدمہ پہنچے حضرت عبداللہ و عبدالرحمٰن

پسران عروہ غفاری اجازت لیکر بڑھے اور لڑائی مین مشغول ہوکر شہید ہو گئے سیف
بن حارث اور مالک بن عبد کہ دونون ایک ماں کے بیٹے اور باپ کی طرف سے
چچازاد تھے حاضر خدمت ہوکر رونے لگے امام نے فرمایا کیون روتے ہو کچھ دیر
باقی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری آنکھین ٹھنڈی کرتا ہے عرض کی واللہ ہم اپنے لئے نہین
روتے بلکہ حضور کے واسطے روتے ہین کہ اب ہم مین حضور کی محافظت کی طاقت
نہ رہی فرمایا اللہ تم کو جزائے خیر دے بالآخر یہ دونون بھی رخصت ہوکر بڑھے اور شہید
ہو گئے حنظلہ بن اسعد نے امام کے سامنے قرآن مجید کی کچھ آیتین پڑھین اور
کوفیون کو عذاب الٰہی سے ڈرایا مگر وہان ایسی کون سنتا تھا یہ بھی سلام کر کے گئے
اور داد شجاعت دیکر شہید ہو گئے شوذب بن شاکر رخصت پاکر بڑھے اور شہادت
پاکر دارالسلام پہنچے حضرت عابس اجازت لیکر چلے اور مبارز مانگا
انکی مشہور بہادری کے خوف سے کوئی سامنے نہ آیا ابن سعد نے کہا انھین
پتھرون سے مارو چارون طرف سے پتھرون کی بوچھار شروع ہو گئی جب اُنھون
نے اُن نامردون کی یہ حرکت دیکھی طیش مین بھر کر زرہ اُتار خود پھینک حملہ آور ہوئے
دم کے دم مین سب کو بھگا دیا دشمن پھر حواس جمع کر کے آئے اور انھین بھی شہید
کیا یزید بن ابی زیاد کندی نے جو کوفے کے لشکر مین تھے اور نار سے نکلکر نور مین
آ گئے تھے دشمنون پر تیر مارنے شروع کئے انکے ہر تیر پر امام نے دعا فرمائی الٰہی اسکا
تیر خطا نہ ہو اور اسے جنت عطا فرما سَو تیر مارے جنمین پانچ بھی خطا نہ گئے آخرکار شہید
ہوئے اس واقعے مین سب سے پہلے اُنھون ہی نے شہادت پائی اور شہیدانِ کربلا
کی ترتیب وار فہرست انھین کے نام سے شروع ہوئی ہے عمرو بن خالد مع سعد مولے

وجبار بن حارث و مجمع بن عبید اللہ لڑتے لڑتے دشمنوں مین ڈوب گئے اسوقت
اشقیا نے سخت حملہ کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ حملہ فرماکر چھڑالائے زخمون
مین چور تھے اسی حال مین دشمنون پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے اب
امام کے وفادار اور جان نثار سپاہیون مین چند رشتہ دارون کے سوا کوئی باقی
نہ رہا ان حضرات مین سب سے پہلے جو دشمنون کے مقابلے پر تشریف لائے امام کے
صاحبزادے حضرت علی اکبر ہین رضی اللہ تعالی عنہ شیرون کے حملے مشہور
ہاین پھر یہ شیر تو محمدی کچھار کا شیر ہی اسکے جھنجلائے ہوئے حملے سے خدا کی پناہ دشمنونکو
قہر الہی کا نمونہ دکھادیا جس نے سر اٹھایا نیچا دکھادیا صف شکن حملون سے جدھر بڑھے
دشمن کائی کی طرح پھٹ گئے دیر تک قتال کرتے اور قتل فرماتے رہے پیاس اور ترقی
پکڑ گئی واپس تشریف لائے اور دم راست فرماکر پھر حملہ آور ہوئے اور دشمنونکی جانپر
وہی قیامت برپا کردی چند بار ایسا ہی ہوا یہانتک کہ مرہ بن منقذ عبدی شقی کا
نیزہ لگا اور بدبختون نے تلوارون پر رکھ لیا جنت علیا مین آرام فرمایا نوجوان بیٹے
کی لاش پر امام نے فرمایا بیٹے خدا تیرے شہید کرنیوالے کو قتل کرے تیرے بعد دنیا
پر خاک ہے یہ قوم اللہ سے کتنی بیباک و رسول کی بیحرمتی پر کسقدر جری ہے پھر
نعش مبارک اٹھاکر لیگئے اور خیمہ کے پاس رکھی پھر عبد اللہ بن مسلم لڑائی پر گئے
اور شہید ہوئے اب عدا نے چارطرف سے زغہ کیا اس زغے مین عون بن عبد اللہ
بن حضرت جعفر طیار اور عبد الرحمن و جعفر پسران عقیل نے شہادتین پائین پھر حضرت
قاسم حضرت امام حسن کے صاحبزادے حملہ آور ہوئے اور عمرو بن سعد بن نفیل مردود
کی تلوار کھاکر زمین پر گرے امام کو چچا کہکر آواز دی امام شیر غضبناک کیطرح پہنچے اور عمرو

مردود پر تلوار چھوڑی اُس نے روکی ہاتھ کہنی سے اڑ گیا وہ چلایا کوفے کے سوار اُسکی مدد کو دوڑے اور گرد و غبار مین اُسی کے ناپاک سینہ پر گھوڑونکی ٹاپین پڑگئین جب گرد چھٹی تو دیکھا امام حضرت قاسم کی لاش پر فرمارہے ہین قاسم تیرے قاتل رحمت الٰہی سے دور ہین خدا کی قسم تیرے چچا پر سخت شاق گزرا کہ تو پکارے اور وہ تیری فریاد کو نہ پہنچ سکے پھر انھین بھی اپنے سینے پر اُٹھا کر لیگئے اور حضرت علی اکبر کی برابر لٹا دیا اسی طرح یکے بعد دیگرے حضرت عباس اور اُنکے تینون بھائی اور امام کے دوسرے صاحبزادے حضرت ابوبکر اور سب بھائی بھتیجے شہید ہوگئے اللہ اُنھین اپنی وسیع رحمتون کے سایے مین جگہ دے اور ہمین اُنکی برکات سے بہرہ مند فرمائے - اب امام مظلوم تنہا رہ گئے خیمے مین تشریف لاکر اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو (جو عوام مین علی اصغر مشہور ہین) گود مین اُٹھا کر میدان مین لائے ایک شقی نے تیر مارا کہ گود ہی مین ذبح ہوگئے امام نے اُنکا خون زمین پر گرایا اور دعا کی الٰہی اگر تو نے آسمانی مدد ہمسے روک لی ہے تو انجام بخیر فرما اور ان ظالمون سے بدلہ لے

حسرت ان غنچون پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے	پھول کھل کھل کر بہارین اپنی سب دکھلا گئے

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علے الہ و صحبہ اجمعین

حسن و عشق کے باہمی تعلقات سے جو آگاہ ہین جانتے ہین کہ وصل دوست جسے چاہنے والے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین بغیر مصیبتین اُٹھائے اور بلائین جھیلے حاصل نہین ہوتا

	رباعی	
تا غم نہ خورے بغمگسارے نرسی		اے دل بہوس بر سر کارے نرسی
ہر گز بکف پائے نگارے نرسی		تا سودہ نہ گردی چو حنا در تہ سنگ

ہوتی ہی کہ اُف کی تو عاشقون کے دفتر سے نام کاٹ دیا جائیگا غرض پہلے ہر طرح
اطمینان کر لیتے اور امتحان فرما لیتے ہین جب کہین چلمن سے ایک جھلک دکھانیکی
نوبت آتی ہے رباعی

زخمے کہ زنند مرجا میخواہند	خوبان دل وجان بینوا میخواہند
خون می ریزند و خونبہا میخواہند	این قوم این قوم چشم بد دور این قوم

اور یہ امتحان کچھ حسینان زمانہ ہی کا دستور نہین حسن ازل کی دلکش تجلیون دلچسپ
جلوون کا بھی معمول ہی کہ فرمایا جاتا ہی ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من
الاموال والانفس والثمرات اور ضرور ہم تمھارا امتحان کرینگے کچھ خوف کچھ بھوک
سے اور مال گھٹا کر اور جانون اور پھلون سے۔ جب ان کڑیون کو جھیل لیا جاتا اور ان
تکلیفون کو برداشت کر لیا جاتا ہی تو پھر کیا پوچھنا سراپردہ جمال ترسی ہوئی آنکھون کے
سامنے سے اُٹھا دیا جاتا اور مدت کے بیقرار دل کو راحت و آرام کا پتلا بنا دیا جاتا ہی
اسی بنیاد پر تو میدان کربلا مین امام مظلوم کو وطن سے چھڑا کر پردیسی بنا کر لائے ہین اور
آج صبح سے ہمراہیون رفیقون بلکہ گود کے پالون کو ایک ایک کر کے جدا کر لیا گیا ہے
کلیجے کے ٹکڑے خون مین نہائے آنکھون کے سامنے پڑے ہین ہری بھری پھلواری
کے سہانے اور نازک پھول پتی پتی ہو کر خاک مین ملے ہین اور کچھ پرواہ نہین پرواہ
ہوتی تو کیون ہوتی کہ راہِ دوست مین گھر لٹانیوالے اِسی دن کے لئے مدینے سے
چلے تھے جب تو ایک ایک کو بھیجکر قربان کرا دیا اور جو اپنے پاؤن نہ جا سکتے تھے اُنکو
ہاتھون پر لیکر نذر کر آئے۔ کہان ہین وہ ملائکہ جو حضرت انسان کی پیدائش پر چون وچرا
کرتے تھے اپنی جانمازون اور تسبیح و تقدیس کے مصلون سے اُٹھکر آج کربلا کے

میدان کی سیر کرین اور انی اعلم ما لا تعلمون کی شاندار تفصیل حیرت کی آنکھون سے
ملاحظہ فرمائین اس دل دکھانیوالے معرکے مین امتحان بھی کا منظور تھا مگر حسین
مظلوم کا اصلی ادرادہ ونکا طفیلی اگر ایسا نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ دشمنون کے ہاتھ سے جو صرف
امام ہی کے دشمن امام ہی کے خون کے پیاسے تھے پہلے امام کو شہید کرا دیا جاتا اللہ اکبر
اسوقت کس قیامت کا دردناک منظر آنکھون کے سامنے ہے امام مظلوم اپنے گھر والون
سے رخصت ہو رہے ہین بکیسی کی حالت تنہائی کی کیفیت تین دن کے پیاسے
مقدس جگر پر سیکڑون تیر کھائے ہزارون دشمنون کے مقابلے پر جانیکا سامان فرما
رہے ہین اہل بیت کی صغیر سن صاحبزادیان دنیا مین جنکی نازبرداری کا آخری فیصلہ
انکی شہادت کے ساتھ ہونیوالا ہے بچین ہو ہو کر رو رہی ہین بکیس سیدانیان یہان
جنکے عیش جنکے آرام کا خاتمہ انکی رخصت کے ساتھ خیرباد کہنے والا ہے سخت بیچینی
کے ساتھ اشکبار ہین اور بعض وہ مقدس صورتین جنکو بیکسی کی بولتی ہوئی تصویر
کہنا ہر طریقے سے درست ہو سکتا ہے جنکا سہاگ خاک مین ملنے والا اور جنکا ہر آسرا
انکے مقدس دم کے ساتھ ٹوٹنے والا ہے روتے روتے بیحال ہو گئی ہین انکے اڑے
ہوئے رنگ والے چہرے پر سکوت اور خاموشی کے ساتھ مسلسل اور لگاتار آنسوؤنکی
روانی صورت حال دکھا دکھا کر عرض کر رہی ہے ؎

ساعتے بنشین کہ باران بگزرد	میر دی و گریہ مے آید مرا

اسوقت حضرت امام زین العابدین کے دل سے کوئی پوچھے کہ حضور کے ناتوان دل
نے آج کیسے کیسے صدمے اٹھائے اور اب کیسی مصیبت جھیلنے کے سامان ہو رہے
ہین ۔ بیماری پردیس بچپن کے ساتھیون کی جدائی ساتھ کھیلے ہوؤنکا فراق پیارے

بھائیون کے داغ نے دل کا کیا حال کر رکھا ہی - اب ضدین پوری کرنیوالے اور ناز اُٹھانیوالے مہربان باپ کا سایہ بھی سر مبارک سے اُٹھنے والا ہی اسپر طرہ یہ کہ ان مصیبتون ان ناقابل برداشت تکلیفون مین کوئی بات پوچھنے والا بھی نہین ہے

درد دل اُٹھ اُٹھ کے کسکا راستہ تکتا ہی تو ۔ پوچھنے والا مریض بیکسی کا کون ہی

اب امام بچونکو کلیجے سے لگا کر عورتونکو صبر کی تلقین فرما کر آخری دیدار دکھا کر تشریف لیچلے ہین

از پیش من آن رشک چمن میگزرد ۔ چون روح روانیکه ز تن میگزرد
حال عجبے روز وداعش دارم ۔ من از سر جان واو ز من میگزرد

ہائے اسوقت کوئی اتنا بھی نہین کہ رکاب تھام کر سوار کرآئے یا میدان تک ساتھ جائے ہان کچھ بیکس بچون کی دردناک آوازین اور بے بس عورتونکی مایوسی بھری نگاہین ہین جو ہر قدم پر امام کے ساتھ ہین امام مظلوم کا جو قدم آگے بڑہتا ہی یتیمی بچون اور بیکسی عورتون سے قریب ہوتی جاتی ہی امام کے متعلقین امام کی بہنین جنھین ابھی صبر کی تلقین فرمائی گئی تھی اپنے زخمی کلیجون پر صبر کی بھاری سِل رکھے ہوئے سکوت کے عالم مین بیٹھی ہین مگر اُنکے آنسوؤن کا غیر منقطع سلسلہ اُنکے بیکسی چھائے ہوئے چہرون کا اُڑا ہوا رنگ جگر گوشون کی شہادت امام کی رخصت اپنی بے بسی گھر بھر کی تباہی بزبان حال سے کہ رہا ہے

مجھکو جنگل مین اکیلا چھوڑ کر ۔ قافلہ سارا روانہ ہو گیا

تاریخ کا پچھلا حصہ اور امام تشنہ کام کی شہادت

باغ جنت کے ہین بہر مدح خوان اہلبیت ۔ تمکو مژدہ نار کا ای دشمنان اہلبیت

کس زبان سے ہو بیان عز و شانِ اہلبیت — مدح گوئے مصطفے ہی مدح خوانِ اہلبیت

اُنکی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہی بیان — آیۂ تطہیر سے ظاہر ہی شانِ اہلبیت

مصطفے عزت بڑھانیکے لیے تعظیم دین — ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیت

اُنکے گھر مین بے اجازت جبریل آتے نہین — قدر والے جانتے مین قدر شانِ اہلبیت

مصطفے بائع خریدار اُسکا اللہ اشتری — خوب چاندی کر رہا ہی کاروانِ اہلبیت

رزم کا میدان بنا ہی جلوہ گاہِ حسن و عشق — کربلا مین ہو رہا ہی امتحانِ اہلبیت

پھول زخمونکے کھلائے ہین ہوائے دوستی نے — خون سے سینچا گیا ہی گلستانِ اہلبیت

حورین کرتی ہین عروسانِ شہادت کا سنگار — خورد و دلہا بنا ہی ہر جوانِ اہلبیت

ہوگئی تحقیق عید دید آبِ تیغ سے — اپنے روزے کھولتے ہین صایمانِ اہلبیت

جمعہ کا دن ہی کتابِ زیست کی طَے کر کے آج — کھیلتے ہین جان پر شہزادگانِ اہلبیت

ای شباب فصل گل یہ چل گئی کیسی ہوا — کٹ رہا ہی لہلہاتا بوستانِ اہلبیت

کس شقی کی ہی حکومت ہائے کیا اندھیر ہی — دن دہاڑے لٹ رہا ہی کاروانِ اہلبیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک مین مل جا فرات — خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہلبیت

خاک پر عباس و عثمان علمبردار مین — بیکسی اب کون اُٹھائیگا نشانِ اہلبیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہون — پیاس کی شدت مین تڑپے بیزبانِ اہلبیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہین سونپ کر — وارثِ بے وارثان کو کاروانِ اہلبیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہی — حشر کا ہنگامہ برپا ہی میانِ اہلبیت

وقتِ رخصت کہہ رہا ہی خاک مین ملتا سہاگ — تو سلام آخری ای بیوگانِ اہلبیت

ابر فوجِ دشمنان مین ہی فلک یون ڈوب جائے — فاطمہ کا چاند مہر آسمانِ اہلبیت

کس مزے کی لذتین ہین آبِ تیغِ یار مین
خاک و خون مین لوٹتے ہین تشنگانِ اہلبیت

باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہین محبوبِ خدا
ای زہے قسمت تمھاری کشتگانِ اہلبیت

حورین بے پردہ نکل آئی ہین سر کھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہی یارب میانِ اہلبیت

کوئی کیون پوچھے کسی کو کیا غرض ای بیکسی
آج کیسا ہی مریضِ نیمجانِ اہلبیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھسے سیکھ جائے
جانِ عالم ہو فدا ای خاندانِ اہلبیت

سر شہیدانِ محبت کے ہین نیزون پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلبیت

دولتِ دیدار پائی پاک جانین بیچکر
کربلا مین خوب ہی چمکی دکانِ اہلبیت

زخم کھانیکو تو آبِ تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلبیت

اپنا سودا بیچکر بازار سونا کر گئے
کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہلبیت

اہلبیت پاک سے گستاخیان بیباکیان
لعنة اللہ علیکم دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے ای حسن
یون کہا کرتے ہین سنی داستانِ اہلبیت
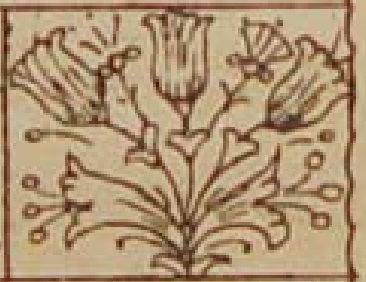
ای کوثر اپنے ٹھنڈے اور خوشگوار پانی کی سبیل تیار رکھ کہ تین دن کے پیاسے تیرے کنارے جلوہ فرمائین گے۔ ای طوبے اپنے سایے کے دامن اور دراز کر کربلا کی دھوپ کے لیٹنے والے تیرے نیچے آرام لین گے آج میدان کربلا مین جنتون سے حورین سنگار کئے ٹھنڈے پانی کے پیالے لئے حاضر ہین آسمان سے ملائکہ کی لگاتار آمد نے سطح ہوا کو بالکل بھر دیا ہی اور پاک روحون نے بہشت کے مکانون کو سونا کر دیا خود حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے اپنے بیٹے اپنے لاڈلے حسین کی قتل گاہ مین تشریف لائے ہوئے ہین ریش مبارک اور سر اطہر کے بال گرد مین اٹے ہوئے اور مقدس

آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا ہے دست مبارک میں ایک شیشہ ہے جسمیں شہیدوں کا
خون جمع فرمایا گیا ہے اور اب مقدس دل کے چین پیارے حسین کے خون بھرنے کی باری ہے

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیازمندی	کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

غرض آج کربلا میں حسینی میلا لگا ہے حوروں سے کہو کہ اپنی خوشبودار چوٹیاں کھولکر کربلا کا
میدان صاف کریں کہ تمھاری شاہزادی تمھاری آقائی نعمت فاطمہ زہرا کے لال کے
شہید کرنے اور خاک پر لٹائے جانیکا وقت قریب آگیا ہے۔ رضوان کو خبر دو کہ جنتوں کو
بھینی بھینی خوشبوؤں سے بسا کر دلکش آرائشوں سے آراستہ کر کے دولھن بنا رکھے
کہ بزم شہادت کا دولھا بنتے خون کا سہرا باندھے زخموں کے ہار گلے میں ڈالے عنقریب تشریف لانیوالا ہے

ساعت آہ و بکا و بیقراری آگئی	سید مظلوم کی رن میں سواری آگئی
ساتھ والے بھائی بیٹے ہو چکے ہیں سب شہید	اب امام بیکس و تنہا کی باری آگئی

امام نے شمر خبیث کو خیمۂ اطہر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھکر فرمایا ہے خرابی ہو تمھارے لئے
اگر دین نہیں رکھتے اور قیامت سے نہیں ڈرتے تو شرافت سے تو نہ گزرو میرے اہل بیت سے
اپنے جاہل سرکشوں کو روکو۔ دشمن اُدھر سے باز رہے اب چار طرف سے امام مظلوم پر جنھیں
شوق شہادت ہزاروں دشمنوں کے مقابلے میں اکیلا کر کے لایا ہے نرغہ ہوا امام دہنی
طرف حملہ فرماتے تو دور تک سواروں اور پیادوں کا نشان نہ رہتا بائیں جانب تشریف
لیجاتے تو دشمنوں کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑتا خدا کی قسم وہ فوج اسطرح اُنکے حملوں سے
پریشان ہوتی جیسے بکریوں کے گلہ پر شیر آپڑتا ہے لڑائی نے طول کھینچا ہے دشمنوں
کے چھکے چھوٹے ہوئے ہیں ناگاہ امام کا گھوڑا بھی کام آگیا پیادہ ایسا قتال فرمایا
کہ سواروں سے ممکن نہیں تین دن کے پیاسے تھے ایک بدبخت نے فرات کیطرف

اشارہ کرکے کہا وہ دیکھئے کیسا چمک رہا ہی مگر تم اُسمین سے ایک بوند نہ پاؤگے یہانتک کہ
پیاسے ہی مارے جاؤگے فرمایا اسہ تجھکو پیاسا قتل کرے فوراً پیاس مین مبتلا ہوا پانی
پیتا اور پیاس نہ بجھتی یہانتک کہ پیاسا ہی مرگیا حملہ کرتے اور فرماتے کیا میرے قتل پر جمع
ہوئے ہو ہان ہان خدا کی قسم میرے بعد کسی کو قتل نہ کروگے جسکا قتل میرے قتل سے زیادہ
خدا کی ناخوشی کا سبب ہو خدا کی قسم مجھے امید ہی کہ اسہ تعالیٰ تمھاری ذلت سے مجھے عزت
بخشے اور تمسے وہ بدلے لے جو تمھارے خیال مین بھی نہ ہو خدا کی قسم تم مجھے قتل کروگے
تو اسہ تم مین پھوٹ ڈالیگا اور تمھارے خون بہائیگا اور اسپر بھی راضی نہ ہوگا یہانتک کہ
تمھارے لئے دُکھ دینے والا عذاب چند درچند بڑھائیگا جب شمر خبیث نے کام نکلتا
نہ دیکھا لشکر کو للکارا تمھاری مائین تمکو بیٹھین کیا انتظار کررہے ہو حسین کو قتل کرو اب
چار طرف سے ظلمت کے ابر اور تاریکی کے بادل فاطمہ کے چاند پر چھا گئے زرعہ بن شریک
تمیمی نے بائین شانہ مبارک پر تلوار ماری امام تھک گئے ہین زخمون سے چور
ہین ۳۳ زخم نیزے کے ۳۴ گھاؤ تلوارون کے لگے ہین تیرون کا شمار نہین اُٹھنا چاہتے
ہین اور گر پڑتے ہین اسی حالت مین سنان بن انس نخعی شقی ناری جہنمی نے
نیزہ مارا کہ وہ عرش کا تارا زمین پر ٹوٹکر گرا سنان مردود نے خولی بن یزید سے کہا
سر کاٹ لے اُسکا ہاتھ کانپا سنان ولد الشیطان بولا تیرا ہاتھ بیکار ہو اور خود گھوڑے
سے اُترکر محمد رسول اسہ کے جگر پارے تین دن کے پیاسے کو ذبح کیا اور سر مبارک جدا کرلیا
شہادت جو دولھن بنی ہوئی سُرخ جوڑا جنتی خوشبوؤن سے بسائے اُسوقت کی منتظر
بیٹھی تھی گھونگھٹ اُٹھا کر بیتابانہ دوڑی اور اپنے دولھا حسین شہید کے گلے مین باہین
ڈالکر لپٹ گئی فصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ولعنۃ اللہ علی

اعدائہ واعدائھم الظالمین اسپر بھی صبر نہ آیا امام کا لباس مبارک اُتار کر آپسمین
بانٹ لیا عداوت کی آگ اب بھی نہ بُجھی اہل بیت کے خیمون کو لُوٹا تمام مال اسباب
اور محمد رسول اللہ کی صاحبزادیون کا زیور اُتار لیا کسی بی بی کے کان مین ایک بالی بھی
نہ چھوڑی اللہ عزوجل واحد قہار کی ہزار ہزار لعنتین اُن بے دینون کی شقاوت پر زیور
درکنار اہل بیت کے سرون سے دوپٹے تک..... اب بھی مردودون کو چین نہ پڑا
ایک شقی ناری جہنمی پکارا کوئی ہی کہ حسین کے جسم کو گھوڑون سے پامال کرے دس
مردود گھوڑے کُداتے دوڑے اور فاطمہ کی گود کے پالے مصطفے کے سینے پر کھیلنے
والے کے تن مبارک کو سمون سے روندھا کہ سینہ و پشت نازنین کی تمام ہڈیان ریزہ
ریزہ ہو گئین صلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ولعنۃ اللہ علی اعدائہ واعدائھم
الظالمین کبرے کتے شمر خبیث نے چاہا کہ امام زین العابدین کو بھی شہید کرے حمید بن مسلم
بولا سبحان اللہ کیا بچے بھی قتل کئے جائینگے ظالم باز رہا پھر سر مبارک امام مظلوم و
شہدائے مرحوم خولی بن یزید اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد کے پاس بھیجے گئے
جب کوفے آئے مکان بند پایا خولی سر مبارک لیکر گھر آیا اور اپنی عورت نوار سے کہا
مین تیرے لئے وہ چیز لایا ہون جو عمر بھر کو غنی کردے اُس نے پوچھا کیا ہی کہا حسین
کا سر بولی خرابی ہو تیرے لئے لوگ چاندی سونا لیکر آتے ہین اور تو رسول اللہ
کے بیٹے کا سر لایا خدا کی قسم مین تیرے ساتھ کبھی نہ رہونگی - یہ بی بی کہتی ہی مین نے
رات بھر دیکھا کہ ایک نور عظیم سر مبارک سے آسمان تک بلند ہی اور سپید پرندے سر اقدس
پر قربان ہو رہے ہین جب سر مبارک ابن زیاد خبیث کے پاس لایا گیا اُسکے گھر کے
درو دیوار سے خون بہنے لگا وہ شقی چھڑی سے دندان مبارک چھو کر بولا مین نے

ایسا خوبصورت نہ دیکھا دانت کیسے اچھے ہین زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ تشریف
رکھتے تھے فرمایا اپنی چھڑی ہٹا مین نے مدتون رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ان
ہونٹون کو چومتے اور پیار کرتے ہوئے دیکھا ہے یہ کہکر رونے لگے وہ خبیث بولا تمھین
رونا نصیب ہو اگر سٹھہ نہ گئے ہوتے تو گردن مار دیتا یہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اُس مردود
کے درباریون سے فرمایا تمنے فاطمہ کے بیٹے کو قتل کیا اور مرجانہ کے جنے کو امیر بنایا
آج سے تم غلام ہو خدا کی قسم تمھارے اچھے اچھے قتل کئے جائین گے اور برے رہینگے
غلام بنا لئے جائین گے۔ دور ہون وہ جو ذلت و عار پر راضی ہون پھر فرمایا ای ابن زیاد مین
تجھ سے وہ حدیث ضرور بیان کرونگا جو تجھے غیظ و غضب کی آگ مین پھونکدے مین نے
حضور اقدس کو دیکھا دہنی ران مبارک پر حسن کو بٹھایا اور بائین پر حسین کو اور دست
اقدس انکے سرون پر رکھکر دعا فرمائی الٰہی مین ان دونون کو تجھے اور نیک مسلمانونکو
سونپتا ہون۔ ای ابن زیاد دیکھ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی امانت کے ساتھ تو نے
کیا کیا۔ ادھر ظالمون نے عابد بیمار کے گلے مین طوق ہاتون مین ہتکڑیان ڈالین اور
بیبیون کو اونٹون پر سوار کرا کر دو روز بعد کربلا سے کوچ کیا۔

سوار گھوڑونپر عدا پیادہ شہزادہ — الٰہی کیسا زمانے نے انقلاب کیا

جب یہ مظلومون کا لٹا ہوا قافلہ شہیدونکی لاشون پر گزرا کہ بے گور و کفن میدان مین
پڑے ہین حضرت زینب بیتابانہ چلا اٹھین یا رسول اللہ حضور پر ملائکہ آسمان کے
درودین حضور یہ مین حسین میدان مین لیٹے سر سے پاؤن تک خون مین لپٹے تمام بدن
کے جوڑ کٹے اور حضور کی بیٹیان قیدی ہوئین اور حضور کے بچے مقتول پڑے ہین
جنپر ہوا خاک اڑا کر ڈالتی ہے۔ جب یہ مظلوم قافلہ ابن زیاد بدنہاد کے پاس پہنچا

اُس نے عابدِ مظلوم سے بحث کی مسکت جواب پانے پر حیران ہو کر بولا خدا کی قسم تم اُنھیں

مین سے ہو پھر ایک شخص سے کہا دیکھ تو یہ بالغ ہین اسپر مرّی بن معاذ احمری شقی

نے سید مظلوم کو بے ستر کر کے دیکھا کہا ہان جوان ہین خبیث بولا انھین بھی قتل کر حضرت

زینب بیتاب ہو کر مظلوم بھتیجے کے گلے سے لپٹ گئین اور فرمایا اے ابن زیاد

بس کر ابھی ہمارے خون سے تو سیراب ہوا ہم مین تو نے کسے باقی چھوڑا ہے مین

تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہون کہ اس بچے کو قتل کرے تو اسکے ساتھ مجھے بھی مار ڈال

عابدِ مظلوم نے فرمایا ای ابن زیاد ان بیکس عورتون کا کون نگہبان رہیگا دین و دیانت

وحقوق رسالت تو برباد گئے آخر تجھے انسے کچھ قرابت بھی ہی اُسیکا خیال کر کے انکے

ساتھ کوئی خدا ترس بندہ کر دینا جو اسلامی پاس کے ساتھ انھین مدینہ پہنچا آئے حضرت

زینب کی یہ حالت دیکھکر خبیث بولا خون کی شرکت بھی کیا چیز ہی مین یقین کرتا ہون کہ

یہ بی بی یہی چاہتی ہی کہ اس لڑکے کو قتل کرون تو انھین بھی قتل کر دون خیر لڑکے کو

چھوڑ دو کہ اپنے ناموس کے ساتھ رہے اب یہ قافلہ اور شہیدونکے سر شام کو روانہ کیے

گئے سر مبارک نیزہ پر تھا راہ مین ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا جب اس آیت پر

پہنچا ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا کیا تو نے جانا کہ کہف

ورقیم والے ہماری نشانیون سے اچنبا تھے سر مبارک نے فرمایا یا تالی القران اعجب

من قصۃ اصحاب الکھف قتلی وحملی ای قرآن پڑھنے والے اصحاب کہف کے قصے

سے زیادہ عجیب ہے میرا قتل کرنا اور سر نیزے پر لیے پھرنا ظالم جہان ٹھہرتے سر مبارک کو

نیزے پر رکھکر کھڑا دیتے ایک راہب نصرانی نے دیکھا پوچھا بتایا کہا تم بڑے لوگ ہو

کیا دس ہزار اشرفیان لیکر اسپر راضی ہو سکتے ہو کہ ایک رات یہ سر میرے پاس رہے دنیا کے

کتون نے قبول کر لیا راہب نے سر مبارک لیکر دھویا خوشبو لگائی رات بھر اپنی ران پر
رکھے دیکھتا رہا ایک نور بلند ہوتا پایا راہب نے وہ رات رو کر کاٹی صبح اسلام لایا اور
گرجا اور اُسکا مال و متاع چھوڑ کر اہل بیت کی خدمت مین عمر گزار دی صبح اُن خبیثون
نے اشرفیون کے توڑے آپسمین حصے کرنے کو کھولے سب اشرفیان ٹھیکریان
ہو گئی تھین اُنکے ایک طرف لکھا تھا و لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون
ہرگز اللہ کو غافل نہ جانیو ظالمون کے کامون سے اور دوسری طرف لکھا تھا
و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اب جانے جاتے ہین ظلم کرنیوالے
کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہین۔ جب سر مبارک امام مظلوم اُس ظالم اظلم یزید پلید
کے پاس پہنچا بید سے چھونے لگا نصرانی بادشاہ روم کا سفیر موجود تھا حیران ہو کر
بولا کہ ہمارے یہان ایک جزیرے کی گرجا مین عیسی علیہ السلام کے گدھے کا سم
ہے ہم ہر سال دور دور سے اُسکی طرف حج کی طرح جاتے اور منتین مانتے ہین
اور اُسکی ایسی تعظیم کرتے ہین جیسے تم اپنے کعبہ کی تم نے اپنے نبی کے بیٹے
کے ساتھ یہ سلوک کیا مین گواہی دیتا ہون کہ تم لوگ باطل پر ہو ایک یہودی
نے کہا مجھ مین اور داؤد علیہ السلام مین ستر پشت کا فاصلہ ہے یہود میری تعظیم
کرتے ہین اور تم نے خود اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کیا۔ پھر شام سے یہ قافلہ مدینہ
طیبہ کو روانہ کیا گیا مدینہ مین پہنچنے کی تاریخ قیامت کا سامان اپنے ساتھ لائی گھر گھر
مین کہرام تھا در و دیوار سے دل دکھانے اور کلیجے مین گھاؤ ڈالنے والی مصیبت
ٹپکی پڑتی ہے

نظم

کم قیامت سے نہین شاہ شہادت تیری
دل پھٹا جاتا ہے سُن سُن کے مصیبت تیری

آہ اُسوقت پر آشوب مین ہم کیون نہوئے
دیکے تجھپر دل و جان کرتی رفاقت تیری

جسکے گھر کے ہون غلام آہ اُسے قتل کرین
حیف قاتل ہوئی خود ناناکی امت تیری

رحم کچھ سنگدلون نے نہ کیا پر نہ کیا
بھوک مین پیاس مین کیا کیا ہوئی حالت تیری

کتنا چلّایا کسی نے نہ سنی اک فریاد
ہاے حسرت کہ نہ نکلی کوئی حسرت تیری

گھونٹ بھر پانی سے تازہ نہوئی روح افسوس
بھوک اور پیاس مین کی روح نے رحلت تیری

آہ محبوب خدا دیتے تھے جسپر بوسے
ڈالدی خاک پہ وہ چاند سی صورت تیری

بے تمیزون نے کیا کچھ بھی نہ تیرا آداب
کرتے جبریل ادب سے تھے زیارت تیری

آہ بدبختون نے گھوڑونکے سُمون سے روندا
ریزہ ریزہ ہوئی ترکیب جسامت تیری

کیا ہوا گر تجھے بدبختون نے پانی نہ دیا
ہوگی محشر کو تو جاگیر مین جنت تیری

اشقیا تیری محبت کا مزہ کیا جانین
قلب محبوب خدا مین تھی محبت تیری

رکھ سدا آلِ پیمبر کی محبت بیدل
ہوگی محشر مین یہ ایمان پہ حجت تیری

بعد کے واقعات

بعد شہادت آسمان سے خون برسا نضرہ ازدیہ کہتی ہین ہم صبح کو اُٹھے تو تمام برتن خون سے بھرے پائے آسمان اسقدر تاریک ہوا کہ دن کو ستارے نظر آئے

ملک شام مین جو پتھر اُٹھاتے اُسکے نیچے تازہ خون پاتے ایک روایت مین ہے
سات دن آسمان اسقدر تاریک رہا کہ دیوارین شہاب کی رنگی ہوئی چادرین علوم
ہوتین ستارون مین تلاطم نظر آتا ایک ستارہ دوسرے سے ٹکراتا ابو سعید
فرماتے ہین دنیا بھر مین جو پتھر اٹھایا اُسکے نیچے تازہ خون پایا آسمان سے خون برسا
کپڑے پھٹتے پھٹگئے مگر اُسکا اثر نہ جاتا تھا نہ گیا خراسان و شام و کوفہ مین گھرون اور
دیوارون پر خون ہی خون تھا علما فرماتے ہین یہ تیز سرخی جو شفق کے ساتھ
دیکھی جاتی ہے شہادت مبارک سے پہلے نہ تھی چھ مہینے تک آسمان کے
کنارے سرخ رہے پھر یہ سرخی نمودار ہوئی ابو الشیخ نے روایت کی کچھ لوگ
بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ جس نے امام مظلوم کے قتل مین کچھ اعانت کی کسی نہ کسی
بلا مین ضرور مبتلا ہوا ایک بڈھے نے اپنے نفس ناپاک کی نسبت کہا کہ اُسے
تو کچھ نہ ہوا چراغ کی بتی سنبھالی آگ نے اُس شقی کو لیا آگ آگ چلاتا فرات مین
کود پڑا مگر وہ آگ ہی نہ بجھی یہانتک کہ آگ مین پہنچا منصور بن عمار نے روایت
کی امام کے قاتل ایسی پیاس مین مبتلا ہوئے کہ ایک ایک مشک چڑھا جاتے
اور پیاس کم نہ ہوتی سدی کہتے ہین کہ ایک شخص نے کربلا مین میری دعوت
کی لوگون نے آپسمین ذکر کیا کہ جس جس نے حسین کے خون مین شرکت کی بری
موت مرا میزبان نے اسے جھٹلایا اور کہا وہ شخص بھی اُسی لشکر مین تھا پچھلی
رات چراغ درست کرنے اُٹھا آگ نے جست کر کے اُسکے بدن کو لیا خدا کی
قسم مین نے دیکھا کہ اُسکا سارا بدن کولا ہو گیا تھا امام زہری فرماتے ہین
اُنمین کوئی مارا گیا کوئی اندھا ہو کر مرا کسی کا مونھ کالا ہو گیا امام واقدی

فرماتے ہین ایک بڈھا وقت شہادت امام موجود تھا شریک نہ ہوا تھا اندھا
ہو گیا سبب پوچھا کہا اُس نے مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا آستینین چڑھائے دست اقدس مین ننگی تلوار لیئے سامنے حسین کے
دس قاتل ذبح کیئے ہوئے پڑے ہین حضور نے اس بڈھے پر غضب فرمایا کہ تو نے
موجود ہو کر اُس گروہ کو بڑھایا اور خون امام کی ایک سلائی آنکھون مین لگادی
اُٹھا تو اندھا تھا سبط ابن الجوزی روایت کرتے ہین جس شخص نے سر مبارک
امام مظلوم اپنے گھوڑے پر لٹکایا تھا چند روز بعد اُسکا موبنھ کولے سے زیادہ
کالا ہو گیا لوگون نے کہا تیرا چہرہ تو عرب بھر مین تروتازہ تھا یہ کیا ماجرا ہی کہا جب
سے وہ سر اُٹھایا ہے ہر رات دو شخص آتے اور بازو پکڑ کر بھڑکتی آگ پر
لیجا کر دھکا دیتے ہین سر جھکتا ہے آگ چہرے کو مارتی ہے پھر نہایت برے
حالون مر گیا ایک بڈھے نے حضور پر نور کو خواب مین دیکھا کہ سامنے ایک
طشت مین خون رکھا ہے اور لوگ پیش کیئے جاتے ہین حضور اُس خون
کا دھبا لگا دیتے ہین جب اسکی باری آئی اس نے عرض کی مین تو موجود نہ
تھا فرمایا دل سے تو چاہتا تھا پھر انگشت مبارک سے اُسکی طرف اشارہ کیا
صبح کو اندھا اُٹھا حاکم نے روایت کی کہ حضور پر نور صلے اللہ تعالے علیہ و
سے جبریل نے عرض کی اللہ تعالے فرماتا ہے مین نے یحیی بن زکریا کے بدلے
ستر ہزار قتل کیئے اور حسین کے عوض مین ستر ہزار اور ستر ہزار قتل فرماؤنگا
الحمد للہ عزوجل نے ابن زیاد خبیث سے امام کا بدلہ لیلیا جب وہ مردود
مارا گیا اُسکا سر مع اُسکے ساتھیون کے سرون کے لاکر رکھا گیا لوگون کا ہجوم

تھا غل پڑ گیا آیا آیا راوی کہتے ہین مین نے دیکھا کہ ایک سانپ آرہا ہے

سب سرون کے بیچ مین ہوتا ہوا ابن زیاد کے سرناپاک تک پہنچا ایک

نتھنے مین سے گھسکر دوسرے نتھنے مین سے نکلا اور چلا گیا پھر غل پڑا

آیا آیا پھر وہی سانپ آیا اور یونہین کیا کئی بار ایسا ہی ہوا منصور کہتے

ہین مین نے شام مین ایک شخص دیکھا اُسکا مُنہ سور کا موںھ تھا سبب

پوچھا کہا وہ مولے علی کرم اللہ تعالے وجہہ الکریم اور اُنکی

پاک اولاد پر لعنت کیا کرتا ایک رات حضور سید عالم صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا امام حسن مجتبے رضی اللہ

تعالے عنہ نے اس خبیث کی شکایت کی حضور نے اسپر لعنت

فرمائی اور موںھ پر تھوک دیا چہرہ سور کا ہو گیا

والعیاذ باللہ رب العالمین نسأل اللہ العفو

والعافیۃ سبحانک اللھم وبحمدک

اشھد ان لا الہ الا انت

استغفرک واتوب

الیک وصلی اللہ

تعالے علے

خیر

خلقہ سیدنا و مولانا محمد و الہ وصحبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ

وعلینا معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

تمام شد

هات الصبوح حیوا یا ایہا السکاری

صہبائے عشق رسول کا خمخانہ معہ صراحی و پیانہ مہیا ہے - یعنی زبدۃ الفضلا - عمدۃ الکملا - ماحی بدعت - حامی سنت - عارف کامل حضرت مولانا مولوی عبد السمیع صاحب بیدل رامپوری ثم المیرٹھی نور اللہ مرقدہٗ کا نعتیہ دیوان مسمٰی بہ نور ایمان مطبوع ہوا ہے دیوان کیا ہے گویا ایک بلبل ہزار داستان ہے - فن شاعری مین شیرین بیان - شریعت کی جانچ مین مطابق حدیث و قرآن - طالبان آخرت کے لئے نصائح اور مواعظ عقبیٰ کی عمدہ عمدہ غزلین اور قصائد - میلاد شریف پڑھنے والوں کو ہر موقع کے اشعار بر محل چنانکہ باید و شاید حق الامر یہ ہے کہ ایسا کلام جامع بین الشریعۃ والطریقۃ نہ دیکھا نہ سنا کیوں نہ ہو اسکے مصنف بھی تو وہ فاضل اجل بزرگ ہیں جنکی تصانیف انوار ساطعہ - راحت القلوب وغیرہ نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب و عجم میں مشہور ہیں اسی مقبولیت عامہ کی وجہ سے یہ آپ کا دیوان نور ایمان کئی مرتبہ کثیر تعداد میں چھپا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو کر بالکل ہی نایاب ہو گیا - اب پھر ایک صاحب کی کوشش سے نہایت نفاست و صفائی کے ساتھ چھاپا گیا ہے - اس مرتبہ وہ غزلیں اور قصائد بھی شامل کر دئے گئے ہیں جو پہلے کبھی طبع نہ ہوئے تھے - یہ دیوان معہ قصیدہ سلسبیل و جوہر لطیف احقر سے صرف ۶ر میں ملسکتا ہے - محصول بذمہ خریدار ہو گا -

المشتہر

احقر خاکسار محمد انوار - کمرہ عالیجناب شیخ سبحان بخش صاحب لعلکورتی - کیمپ میرٹھ

نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

قرآن مجید

(مترجم بترجمتین - محشی بتفسیرین)

کے ہدیہ میں عظیم الشان رعایت

محترم ناظرین - آپکو اپنی دین و ایمان کی کتاب کے مطالعہ اور ساتھ ہی اُسکے معانی و مطالب پر واقفیت حاصل کرنے کے لئے اس سے بہتر اور ارزاں قرآن مجید ہندوستان کیا دور دور نہیں ملیگا - یہی وہ قرآن مجید ہے کہ جسکی اشاعت نے زمانہ حال کی ایک نہیں - کئی اہم دینی ضرورتوں کو پورا کیا ہے - اور خوبیاں تو درکنار اُسکا ظاہر ہی اس شان کا ہے جسے ایک نظر دیکھتے ہی اسلام اور بانی اسلام علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی عظمت و وقعت دلوں میں بیٹھ جاتی ہے - گذشتہ اسلامی شوکت و عروج کا نقشہ آنکھوں میں پھرنے لگتا ہے - عاشقان کلام الہی تو خیر اسکی تلاوت میں جو لطف اُٹھاتے ہیں - وہ اُٹھاتے ہی ہیں لیکن جو لوگ اپنی بدنصیبی یا شامت اعمال کی وجہ سے کبھی قرآن پاک اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے انکو بھی اسکی دلفریبی سے کچھ نہ کچھ مطالعہ کا شوق پیدا ہو جاتا ہے - ایک کارڈ تحریر فرما کر ہم سے نمونہ مفت طلب کیجیے جسکے ملاحظہ سے اس قرآن مجید کے محاسن آپ پر خود ہی ظاہر ہو جائیں گے یہاں پر مجملاً چند ضروری باتیں عرض کیجاتی ہیں

عہ + ۲۹×۲۲/۲ تقطیع پر چھاپا گیا ہے - یعنی اسکا ہر صفحہ طول میں ۲۲ انچہ اور عرض میں ۱۴½ انچہ ہے - یا یوں سمجھئے کہ اس رسالہ آئینہ قیامت کی تقطیع سے سات حصے بڑا ہے - کل صفحات ۱۲۴۰ ہیں اور وزن ۹ سیر

عہ۲ کاغذ سفید دبیز اور چکنا ہے -

۳۔ عربی متن نہایت جلی۔ جسے ضعیف البصر دو ڈہائی گز اور تندرست چھ سات گز کے فاصلہ سے بخوبی پڑھ سکتا ہے خوشخطی میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا قرآن مجید بھی مشکل ہی سے اسکا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ہر صفحہ پر ۹ سطریں ہیں۔ پہلی۔ پانچویں اور نویں سطریں باقی چھ سطروں کی بہ نسبت کسیقدر جلی قلم سے لکھی گئی ہیں جس سے بہت زیادہ خوشنمائی پیدا ہو گئی ہے۔

۴۔ سرنامہ پر اعلیٰ درجہ کے نقش و نگار ہونے کے علاوہ چار مشہور متبرک مقامات کے نقشے بھی دیئے گئے ہیں۔

۵۔ بین السطور کو دو ترجمے رونق بخش رہے ہیں۔ فارسی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے زور قلم کا مبین ہے اور اردو ترجمہ صاحب تفسیر حقانی کی زباندانی کا مظہر۔

۶۔ حاشیہ کے دو حصے ہیں۔ بڑا اور چھوٹا۔

بڑے حصہ میں تفسیر حسینی اور تفسیر حقانی دو مشہور تفسیروں کا خلاصہ ہے۔

چھوٹے حصہ میں شانِ نزول۔ اختلاف قرأت ورسم خط بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ آیتوں پر شمار کا نمبر پڑا ہوا ہے جس سے بہت آسانی ہو جاتی ہے۔

۸۔ پارے سب علیحدہ علیحدہ ہیں ہر پارہ کی الگ الگ جلد بندھ سکتی ہے۔

باوصف ان تمام خوبیوں کے ہدیہ عام شائقین سے بلاجلد۔ عـ۵ مجلد عـ۹

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق بلاجلد عـ۵ مجلد عـ۹

لیکن یہ رعایت صرف ۲۹ شوال ۱۳۲۹ ہجری تک کی گئی ہے ۲۹ شوال کے بعد انشاء اللہ پھر اپنے اصلی ہدیہ یعنی بلاجلد عـ۵ اور مجلد عـ۵ میں دیئے جائینگے

علیحدہ پاروں کی قیمت فی پارہ ۔ ۸ر

المشتہر

محمد انوار۔ ہاشمی۔ قادری۔ یکمرہ عالیجناب شیخ سبحان بخش صاحب لعل کورتی کمپ میرٹھ